اہلسنت وجماعت کا عظیم ترجمان

فکرِ سوادِ اعظم

خصوصی اشاعت
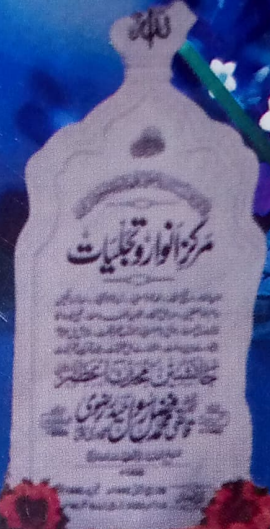
شیخ المشائخ مخدوم اہلسنت پیر طریقت رہبر شریعت

جگر گوشہ محدث اعظم صاحبزادہ ولی ابن ولی حضرت

پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر تحریکِ اہلسنت پاکستان

آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان

جھنگ بازار فیصل آباد

تصویری جھلکیاں

از انتخاب: رضا المصطفیٰ (سیکرٹری نشر و اشاعت بزم محدث اعظم)

زیرِ سیادت
محترم جناب پیر سید ریاض الحسن شاہ
مرکزی صدر TAP

زیرِ نگرانی
استاد العلماء ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی صاحب
مدیر اعلیٰ

آئینہ فکر سوادِ اعظم

سالانہ چندہ بمع عام ڈاک خرچ 650

نوٹ: ادارہ کا کالم نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

برائے رابطہ: واٹس ایپ نمبر + ایزی پیسہ + جاز کیش 0300-3310775

چیف آرگنائزر سید حیدر رضا شاہ تحریک اہلسنت پاکستان

ملنے کا پتہ: مرکزی سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

tap.punjab@gmail.com · Ahle Sunnat TV

فُغَانِ دَرُوں

میں ظلمتِ شب میں لے کے نکلوں گا اپنے درماندہ کارواں کو
شرر فشاں ہوگی آہ میری، نفس میرا شعلہ بار ہوگا

حضور شمس المشائخ قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی قدس سرہ العزیز

از قلم: استاد العلماء ابوالحسنین محمد فضل رسول رضوی آف (کراچی)

میری زندگی کا وہ یادگار منظر تھا جو کبھی نہیں بھول سکوں گا، پتہ بھی نہیں چلتا جب تصورات کی وادیوں میں ماضی کی جانب بیالیس سالوں کا سفر طے کر کے ان حسین یادوں میں گم ہو جاتا ہوں۔

تین اپریل 1980ء بروز جمعرات کی ایک خوشگوار صبح تھی۔ ہمارے گاؤں کی مسجد میں ایک جلسے کا انعقاد ہو رہا تھا۔ وہ گاؤں کی تاریخ کا ایک بہت بڑا جلسہ تھا۔ پورے علاقے میں اشتہارات اور اعلانات کے ذریعے اس کی خبر نشر کی جا چکی تھی۔ مسجد کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ بازار کی صفائی کر کے پانی کا چھڑکاؤ کیا گیا تھا۔ کیلے کے درخت کی ٹہنیاں بانسوں سے باندھ کر سڑک پر خوبصورت گیٹ بنا دیا گیا تھا۔ رنگ برنگی جھنڈیاں اور خوبصورت بینرز ماحول کے حسن میں اضافہ کر رہے تھے۔ ایک طرف بڑی بڑی دیگوں میں لنگر تیار کیا جا رہا تھا۔ مسجد کے صحن میں اسٹیج بنایا گیا تھا۔ صبح سے ہی قُرب و جوار سے لوگوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ آہستہ آہستہ صحن حاضرین سے کھچا کھچ بھر چکا تھا۔ بس صدرِ محفل کا انتظار تھا۔ ٹھیک 9 بجے اسٹیج سے اعلان ہوا کہ جگر گوشہ محدثِ اعظم پاکستان عنقریب تشریف لانے والے ہیں، سب حضرات استقبال کے لیے تیار رہیں۔ بہت سے لوگ زیارت کے لئے مسجد سے باہر نکل آئے۔

مرکزی دروازے کے سامنے مشتاقانِ دید انتظار میں نگاہیں فرشِ راہ کیے ہوئے کھڑے تھے۔ مجھے تو بس اتنا یاد ہے کہ آپ گاڑی سے اتر کر سڑک پر بنائے ہوئے گیٹ سے علمائے کرام کے جھرمٹ میں اپنے دونوں شہزادوں محمد فیض رضا اور محمد فیض جیلانی کے ہمراہ جلسہ گاہ کی طرف تشریف لا رہے تھے، سفید کھدر کا کشادہ بازوؤں والا لباس زیبِ تن کیا ہوا تھا، سر پر قراقلی ٹوپی اور پاؤں میں دیدہ زیب کھسہ پہنے ہونٹوں پر دلنشیں مسکراہٹ سجائے ہر ایک کو سلام میں پہل کرتے ہوئے اس پُر وقار چال کے ساتھ آ رہے تھے کہ اٹھنے والے ہر قدم کے ساتھ دل کی دھڑکنیں تیز ہو رہی تھی۔ نعرہ تکبیر و رسالت کی گونج میں آپ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے، بیٹھنے کے لیے خصوصی طور پر کرسی پیش کی گئی مگر آپ نے دیگر علماء کرام

کے ساتھ نیچے بیٹھنے کو ہی ترجیح دی۔ آپ کے پُر نور چہرے میں ایسی کشش تھی کہ جب تک پروگرام جاری رہا نگاہوں نے رُخِ زیبا سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لیا۔

ہم نے اس کو اتنا دیکھا جتنا دیکھا جا سکتا تھا
لیکن پھر بھی دو آنکھوں سے کتنا دیکھا جا سکتا تھا

یہ آپ کا خصوصی کرم تھا کہ اس دن صبح 9 بجے سے لیکر شام تقریباً 9 بجے تک آپ ہمارے ہاں تشریف فرما رہے۔ جگر گوشہ محدثِ اعظم پاکستان شمس المشائخ شہبازِ طریقت مخدومِ اہلسنت سیدی مرشدی قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی قدس سرہ العزیز کی زیارت کا یہ پہلا موقع تھا، جب میں آپ کی محبت کا اسیر ہوا اور خوش نصیبی یہ کہ پھر زندگی میں نہ کبھی اس اسیری سے رہائی کا سوچا اور نہ ہی رہائی ملی۔۔۔۔

ازل سے مرغِ دل کو سخت خطرہ صیاد کیا ہوتا
کہ اس کو تو اسیر حلقہ فِتراک ہونا تھا

یہ ان کی محبت کا ہی تو اثر ہے کہ پورے منظر کی جزئیات حافظہ میں نقش ہو کر رہ گئی ہیں۔ نمازِ عشاء کے بعد میں گھر کی بیٹھک کے اندرونی دروازے میں کھڑا تھا کہ بیرونی دروازے سے میرے والدِ گرامی مولانا حبیب الرحمٰن رضوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ شمس المشائخ کے ساتھ اندر تشریف لائے۔ یوں اچانک آپ کو سامنے پا کر میں مبہوت سا رہ گیا۔ والدِ گرامی نے عرض کیا" یہ میرا بیٹا ہے، اس کا نام بھی محمد فضل رسول ہے۔ آپ نے ایک دلنواز مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا اور شفقت بھرے انداز میں گالوں پر تھپکی دی۔ بس ایک لمحہ کے لئے نگاہوں سے نگاہیں ملیں۔ آپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے کا کسے یارا تھا؟

اف خدایا!! گورے گورے ہاتھوں کا وہ لمس اور نگاہوں کی وہ مقناطیسی جاذبیت اور دلربا تبسم!

ایک لمحہ میں دل پر کیا سے کیا گزر گئی۔ الفاظ کے جامے میں اس کو سمونے کی وسعت کہاں!

ترے حضور جنہیں کہہ سکی نہ گویائی
مرے سکوت نے دہرا دیے وہ افسانے

میرے دل میں یہ خواہش مچلنے لگی کاش میں آپ کے دستِ اقدس پر بیعت ہو جاؤں اور غلاموں کی فہرست میں میرا بھی نام شامل ہو جائے مگر یہ عرض کرنے کی ہمت کہاں سے لاتا۔ شمس المشائخ ایک کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ میری خوشی کی انتہا نہ رہی جب والدِ گرامی نے ہم سب گھر والوں کو بلایا کہ آپ

کے دستِ مبارک پر بیعت کرلیں۔ اس دن ہم سب بہن بھائی میری والدہ مرحومہ اور دیگر بہت سے قریبی رشتہ دار آپ کے مبارک ہاتھ پر بیعت ہوکر حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے غلاموں میں شامل ہو گئے

جمیلِ قادری سو جان سے ہو قربان مرشد پر
بنایا جس نے تجھ جیسے کو بندہ غوث اعظم کا

شمس المشائخ کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جن کی زندگی کے ایک ایک ورق بعد آنے والوں کے لیے رُشد و ہدایت کی روشن سطریں نظر آتی ہیں۔

موضع دیال گڑھ، ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب، انڈیا میں 9 رمضان المبارک 1361ھ بمطابق 19 ستمبر 1942ء کو آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ اس وقت آپ کے والدِ گرامی حضرت محدثِ اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد قدس سرہ العزیز دار العلوم مظہرِ اسلام بریلی شریف میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے۔ انہیں خواب میں حضور نبی مکرم شفیعِ معظم نورِ مجسم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹے کی ولادت کی بشارت دی اور فرمایا: ''نومولود کا نام میرے نام پر رکھنا''

آپ کے والد گرامی قدس سرہ العزیز نے اس خوشی میں صبح جامعہ کے طلباء کرام کو جمع کر کے محفلِ میلاد کا اہتمام کیا اور شیرینی تقسیم فرمائی اور بشارتِ نبوی کے مطابق آپ کا پیدائشی نام ''محمد'' اور عرفی نام ''فضل رسول'' تجویز کیا۔

طریقہ مشائخ کے مطابق چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں آپ کی رسمِ بسم اللہ ادا کی گئی۔ محدثِ اعظم پاکستان اس وقت چونکہ بریلی شریف میں تھے اس لئے اس تقریب کے اہتمام کے لئے مولانا محمد عنایت اللہ امرتسری کو درج ذیل مکتوب لکھا:

'' ٹھیک 13 محرم بروز شنبہ کو صبح کے وقت فضل رسول کو بسم اللہ پڑھا دینا، دیال گڑھ جا کر یا عزیز کو امرتسر منگوا کر، اپنے مدرسہ میں، آپ کو اختیار ہے، گیارھویں شریف کی فاتحہ محلّہ بسم اللہ میں ہونا چاہیے 13 محرم کو عزیز کی عمر چار سال چار ماہ چار دن ہوگی اور اس عمر میں مجلسِ تعلیم بسم اللہ نہایت با برکت ہے۔ (نوادرات محدث اعظم پاکستان ج 2 ص 219)

قیامِ پاکستان کے وقت آپ نے اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ ہجرت کی پہلے ساروکی ضلع گوجرانوالہ میں قیام
رہا پھر مستقل طور پر لائل پور (موجودہ فیصل آباد) میں قیام پذیر ہوئے ۔ فیصل آباد میں ہی آپ نے
اسکول کی ابتدائی تعلیم حاصل کی اور درسیات کی تعلیم کا آغاز کیا۔آپ نے خود راقم الحروف سے بیان فرمایا
کہ چھٹی کلاس کے بعد میں نے اباجی (حضور محدث اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز) سے عرض کیا کہ میں
درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہوں آپ نے اجازت عطا فرمائی لیکن بعد میں ایک موقع پر مجھے فرمایا
کہ میری خواہش تھی کہ تم میٹرک مکمل کر کے پٹوار کا کورس کرنے کے بعد درسِ نظامی شروع کرتے تو اچھا
ہوتا کیونکہ مرشدِ گرامی سیدنا شاہ سراج الحق چشتی قدس سرہ العزیز نے یہ کورس کیا تھا اور میں نے بھی آپ
کی اتباع میں اسی طرح کیا، یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہتا تو اچھا ہوتا آپ کے بچپن کے ساتھی اور ابتدائی
اسباق میں ہم درس صاحبزادہ مولانا محمد اسرار المصطفیٰ قادری ابن علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری جگر گوشہ صدر
الشریعت بتاتے ہیں کہ میں فیصل آباد بغرضِ تعلیم محدثِ اعظم پاکستان کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت
میں کم عمر بھی تھا اور صدر الشریعت علیہ الرحمۃ سے نسبی رشتہ بھی تھا مجھے حضرت صاحب کے گھر جانے کی
بھی اجازت تھی۔اس وقت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول صاحب کو آپ کے والد صاحب اور والدہ ماجدہ
دونوں ہی حصولِ تعلیم کی بھرپور ترغیب دلاتے۔آپ بڑی پابندی سے ناشتہ کرنے کے فوراً بعد اسکول پہنچ
جاتے۔واپسی پر حضور محدث اعظم پاکستان آپ کو جامعہ میں بھی درسِ نظامی کے اسباق پڑھاتے اور گھر
میں بھی اپنے حجرہ خاص میں بٹھا کر درس دیا کرتے۔اور تعلیمی معاملات میں کسی قسم کی کوتاہی گوارا نہیں
فرماتے تھے۔

راقم الحروف نے حضور شمس المشائخ سے خود سنا کہ جب میں والدِ گرامی کے سامنے سبق سنانے کے لیے
حاضر ہوا تو یہ ایک انتہائی مشکل مرحلہ ہوتا تھا۔آپ کے ہاں اس سلسلہ میں تھوڑی سی بھول چوک کی بھی
گنجائش نہیں ہوتی تھی۔

شمس المشائخ نے ناظرہ قرآن مجید استاذ القراء قاری علی احمد رہتکی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھا۔اپنے والدِ
گرامی کے علاوہ آپ نے جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام کے اساتذہ کرام مولانا سید محمد منصور حسین شاہ صاحب،
مولانا حاجی محمد حنیف صاحب اور حضرت علامہ مفتی نواب الدین صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ سے درسِ نظامی
کی تعلیم حاصل کی۔رات کے وقت مولانا سید محمد منصور حسین شاہ رحمہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سے صرفی صیغہ

جات نکالنے کی مشق کرواتے۔حضور شمس المشائخ فرماتے تھے کہ اگر کسی دن میں عرض کرتا کہ استاذِ محترم آج تھکن ہے، چھٹی کر دیں تو استاذِ محترم فرماتے تھے کہ چاہے کچھ وقت کے لئے پڑھ لیں مگر چھٹی ہرگز نہ کریں اگر حضرت محدث اعظم پاکستان کو پتہ چلا تو آپ سخت ناراض ہوں گے۔

آپ جامعہ میں دورانِ تعلیم ہمیشہ اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ایک دفعہ ممتحن صاحب نے قطبی کے پیپر میں ایک سوال کے جواب پر آپ کو کم نمبر دیے۔آپ پیپر لے کر ممتحن صاحب کے پاس پہنچ گئے اور فرمایا کہ میں نے بالکل صحیح جواب لکھا ہے مگر آپ نے اس کے نمبر نہیں دیے ممتحن صاحب نے کہا: ''آپ کا جواب درست نہیں'' شمس المشائخ فرماتے ہیں کہ میں پریشان تھا کہ جب والدِ گرامی کو پتہ چلا کہ ایک جواب میں اس کے نمبر کم ہیں تو وہ سخت باز پرس فرمائیں گے۔میں وہ پیپر لے کر والدِ گرامی کے پاس پہنچ گیا اور صورتِ حال عرض کی، آپ نے میرا لکھا ہوا جواب پڑھا اور فرمایا کہ یہ جواب بالکل درست ہے۔ان کو پورے نمبر دیے جائیں۔معقول ومنقول کی اعلیٰ کتب کی تعلیم کے لیے آپ کو منطق وفلسفہ کے شہنشاہ حضرت علامہ غلام رسول رضوی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس جامعہ نظامیہ لاہور روانہ کیا گیا۔جہاں آپ نے مروجہ درسِ نظامی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔آپ کے استاذِ محترم علامہ غلام رسول رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ کو بھی آپ پر ناز تھا وہ فرمایا کرتے تھے:

''اگر صاحبزادہ صاحب نے دورہ حدیث پڑھایا تو وہ اس مسند پر بیٹھنے کے اہل ہیں'' اور کچھ عرصہ آپ نے مسلم شریف کے اسباق بھی پڑھائے

دورانِ تعلیم استاذِ گرامی فتاویٰ جات تحریر فرماتے تو آپ سوالات وجوابات کا بغور مطالعہ فرماتے جس سے آپ کی فقہی مہارت میں اضافہ ہوتا۔

ایک مرتبہ استاذِ محترم علامہ غلام رسول رضوی صاحب کے پاس رضاعت کا ایک مسئلہ پیش ہوا۔انہوں نے اسکا جواب لکھا۔استاذِ محترم سے جواب میں تسامح ہوگیا۔آپ نے ادب واحترام کے ساتھ عرض کیا:

''استاد صاحب یہ جواب درست نہیں ہے''

استاذِ محترم نے دوبارہ غور فرمایا اور کتبِ فقہ کی طرف مراجعت کی تو واضح ہوگیا کہ ان کا لکھا ہوا جواب درست نہیں تھا مگر وہ جواب بذریعہ ڈاک روانہ کیا جا چکا تھا لہذا دوبارہ صحیح جواب لکھ کر روانہ کیا گیا اور بتایا گیا کہ پہلا جواب درست نہیں تھا۔اس واقعہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں ہی آپ کو

فقہی جزئیات پر مکمل عبور حاصل تھا۔

حضرت محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالی کو بھی آپ کی فقہی بصیرت پر اعتماد تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ طلاق کے ایک پیچیدہ مسئلہ کا جواب خود محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالی نے تحریر فرمایا اور اس پر مختلف علمائے کرام سے تصدیقات حاصل کی گئیں۔ شمس المشائخ نے بھی اس فتویٰ پر تصدیقی دستخط فرمائے۔ یہ فتویٰ آپ کی تصدیق کے ساتھ راقم الحروف نے ماہنامہ فکرِ سوادِ اعظم میں بھی قسط وار شائع کیا تھا۔

بچپن سے ہی آپ کا تصوف اور سلوک کی طرف میلان تھا۔ آپ نے اپنے خادمین کو اپنی کچھ یادداشتیں نوٹ کروائی تھیں افسوس کہ وہ تمام محفوظ نہ رہ سکیں۔ انہیں یادداشتوں میں آپ نے یہ بھی لکھوایا کہ بچپن سے ہی مجھے دنیا کا یہ شور وغل اچھا نہیں لگتا تھا، میرا دل چاہتا تھا کہ یہاں سے دور کہیں جنگلوں میں جا بسوں۔ پانچ سال کی عمر میں ہی میں گھر سے نکل گیا مگر گھر والے واپس لے آئے۔ پھر میں پانچویں کلاس میں پڑھتا تھا۔ میرا دل اس دنیا فانی سے اچاٹ ہوا۔ میں اسی اضطرابی کیفیت میں گھر سے نکل گیا۔ میرے پاس صرف ایک کمبل تھا جو میری والدہ نے مجھے بنا کر دیا تھا۔ میں دور نکل گیا۔ پاؤں میں جوتے بھی نہ رہے۔ گرمی کا موسم تھا، میں اسی طرح چلتا رہا، گرمی کی وجہ سے پاؤں جلنے لگے، میں نے اس کمبل کے دو ٹکڑے کئے، دونوں پاؤں پر ایک ایک ٹکڑا باندھ لیا۔ ابا جی نے میری تلاش میں آدمی روانہ کیے۔ انہوں نے مجھے ڈھونڈ لیا اور واپس لے آئے۔ اس کے بعد والدِ گرامی نے مجھے سختی سے منع کر دیا کہ آئندہ کبھی اس طرح گھر سے باہر نہیں جانا۔

25 صفر المظفر 1381ھ/ 18 اگست 1961ء کو عرس رضوی قادری کے موقع پر محدثِ اعظم پاکستان نے علماء و مشائخ کی موجودگی میں آپ کو جمیع سلاسلِ طریقت کی خلافت عطا فرما کر اپنا سجادہ نشین مقرر فرمایا اور اسی سال سالانہ جلسہ دستارِ فضیلت کے موقع پر حضرت محدثِ اعظم پاکستان نے آپ کو جملہ علوم وفنون کی روایت کی سند عطا فرمائی اور دستارِ فضیلت سے مشرف فرمایا۔

یکم شعبان المعظم 1382ھ/ 29 دسمبر 1962ء کو حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کا وصال مبارک ہوا۔ آپ کے عرسِ چہلم کے موقع پر ملک کے طول وعرض سے تشریف لائے ہوئے علماء و مشائخ نے آپ کو حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کا سجادہ نشین قرار دیتے ہوئے خراجِ تحسین و عقیدت پیش کیا اور والدِ گرامی کی عظیم علمی و روحانی ذمہ داریاں آپ کے کندھوں پر ڈال دی گئیں اور تادمِ

حیات آپ ان ذمہ داریوں کو بڑی استقامت سے نبھاتے رہے۔

والدِ گرامی قدر نے آپ کو بچپن میں ہی شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے دستِ اقدس پر بیعت کروا دیا تھا۔ آپ کے دل میں حضور مفتی اعظم ہند کی عقیدت ومحبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور شیخ کامل مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز بھی آپ پر خصوصی شفقت فرماتے۔ حضرت محدثِ اعظم کے وصال پر اپنے ماہنامہ نوری کرن میں اپنے مریدِ رشید کو اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازتے ہوئے لکھا:

''میری دعا ہے کہ مولائے کریم جل جلالہ وعم نوالہ (محدثِ اعظم پاکستان) کی اولاد کو دارین کی برکتوں سے نوازے خصوصاً ولدِ عزیز مولوی فضل رسول سلمہ کو اس کا صحیح جانشین بنائے۔ بفضل اللہ تعالیٰ ثم بفضل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اس چاند کو اس سے بھی زیادہ جگمگائے۔ اس سے زیادہ بافیض فرمائے۔ آمین''

حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز شمس المشائخ کو اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں تحریر فرماتے ہیں:

''مولا عزوجل آپ کو دارین کی نعمتوں برکتوں سے مالا مال فرمائے اور آپ کو آپ کے والدِ ماجد کا صحیح جانشین بنائے اور ان کا سایہ تا دیر بصحت وعافیت وقوت قائم رکھے۔ ان سے زیادہ آپ کو علمِ نافعہ مجھے عملِ صالح کی توفیق دے۔ سچا حامی دین وخادمِ اہلسنت بنائے۔ ان کی اور آپ کی خدماتِ دینیہ کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔

آپ نے دلائل الخیرات شریف اور حزب البحر شریف کی اجازت چاہی ہے یہ دولت آپ اپنے والدِ ماجد سے حاصل کر سکتے ہیں یہ فقیر بھی علی برکۃ اللہ ثم علی برکۃ رسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو دلائل الخیرات وحزب البحر شریف، اذکار واشغال، اوفاق واعمال کی اجازت دیتا ہے جس کا فقیر مجاز ہے

والسلام والدعا فقیر مصطفیٰ رضا نوری غفرلہ 9 رجب المرجب 80ھ از اجمیر مقدس

(نوادرات محدثِ اعظم پاکستان ج2 ص59)

حضرت محدثِ اعظم پاکستان کے وصال کے بعد جب شمس المشائخ بریلی شریف اپنے شیخِ کامل کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہوئے۔ اس وقت حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا:

''میں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کی اجازت وخلافت عطا کرتا ہوں''
شمس المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا:
''حضور مجھے آپ کی غلامی ہی کافی ہے''
آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف کے جملہ شہزادگان وصاحبزادگان آپ سے خصوصی محبت فرماتےتھے، خانقاہ بریلی شریف کے سجادہ نشین مفسرِ اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی میاں قدس سرہ العزیز کو جب یہ پتہ چلا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ محدثِ اعظم پاکستان رحمہ اللہ تعالی کے وصال کے بعد آپ کے سجادہ نشین وخلفِ اکبر کی مخالفت کررہے ہیں تو مفسرِ اعظم ہند نے ایک مکتوب میں شمس المشائخ کو یہ لکھا:
''افسوس ہوا کہ حضرت شیخ الحدیث کے صاحبزادے سے مخالفت ہے، کیوں ہے، مجھے تو مزارِ پُر انوار سے اور جامعہ سے اور حضرت کے صاحبزادے سے کام ہے، کسی اور کو کیا جانوں۔ محمد ابراہیم رضا عفی عنہ''
(نوادرات محدث اعظم پاکستان ج 2 ص 146)
والدِ گرامی قدر کے وصال کے بعد شمس المشائخ نے اپنے والد گرامی کے قائم کردہ ادارے جامعہ رضویہ مظہرِ اسلام کو بامِ عروج پر پہنچایا اور سلسلہ عالیہ کی ترویج واشاعت میں مثالی کردار ادا کیا۔ آستانہ عالیہ محدثِ اعظم پاکستان کی خوبصورت عمارت کے تمام تر اخراجات اپنی گرہ سے ادا کیئے سنی رضوی جامع مسجد جس کا سنگِ بنیاد حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز نے 12 ربیع الاول شریف 1374ھ بمطابق 8 نومبر 1954ء کو رکھا تھا اس مسجد کی عالیشان عمارت اور بلند وبالا پرشکوہ میناروں کی تکمیل آپ کی زیرِ نگرانی ہوئی۔ نیوجرسی، امریکہ میں موجود عبادت گاہ کو خرید کر سنی رضوی جامع مسجد میں تبدیل کرنا بھی جانشینِ محدثِ اعظم پاکستان شمس المشائخ کا عظیم کارنامہ ہے میاں زبیر قادری صاحب اپنے مضمون میں تحریر فرماتے ہیں کہ یہ ایک غیر فعال لیکن تاریخی بلڈنگ تھی مگر آپ کی فراست سے ایسی تدبیر ہوئی کہ آج اس تاریخی عمارت میں سنی رضوی جامع مسجد قائم ہے
آپ نے مسلکِ اہل سنت وجماعت کی سالمیت وبقا کے لئے اور ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے میدانِ عمل میں بلاخوف لومۃ لائم ڈٹ کر کام کیا
1968ء میں سابق صدر پاکستان جنرل محمد ایوب خان کے بعض اسلام مخالف اقدامات پر جو تحریک چلی، آپ نے اسلامی اقدار کے تحفظ کے لئے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا، صدرِ پاکستان کی طرف سے

آپ کو اپنی حمایت کرنے پر پُرکشش مراعات کی پیشکش کی گئی مگر آپ نے اپنے اسلافِ کرام کے مشن پر گامزن رہتے ہوئے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

جمیعت علماء پاکستان کی تنظیمِ نو کے مرحلہ پر آپ نے قائدانہ کردار ادا کیا۔ آپ کی کاوشوں سے شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ صدرِ جمیعت منتخب ہوئے۔ آپ خود بھی جمیعت علماء پاکستان کے صدر رہے لیکن بعد میں بعض مصلحتوں کی بنا پر اہلِ سنت کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر اس عہدے سے مستعفی ہو کر ایک قابلِ تقلید مثال قائم کی۔

مجاہدِ ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمہ اللہ تعالیٰ کو اغیار کی صفوں سے کھینچ کر جمیعت علماء پاکستان کے پلیٹ فارم پر لانے والے بھی آپ ہی تھے۔

اس سلسلے میں اپنوں کی مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا مگر جب علامہ نیازی صاحب نے آپ کی راہنمائی میں مجاہدانہ کردار ادا کیا تو آپ کی کاوشوں کا نتیجہ سب کے سامنے واضح ہو گیا۔

قائدِ اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمہ اللہ تعالیٰ آپ کی زیرِ صدارت میٹنگز میں شریک ہوتے رہے آپ کی تحریک اور بھرپور تائید وحمایت سے علامہ نورانی جمیعت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔

1970ء میں انجمن شوکتِ اسلام کے تحت موچی دروازہ لاہور میں آپ کی زیرِ صدارت عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی آپ کو پتہ چلا کہ کانفرنس کی انتظامیہ نے جماعت اسلامی کے لوگوں سے بھی اس کانفرنس کے انعقاد کے لیے مالی تعاون حاصل کیا ہے بہر حال آپ صدارت کے لیے تشریف فرما ہوئے۔ مخالفین کی ہنگامہ آرائی کے باوجود آپ نے اپنے صدارتی خطاب میں کلمہ حق بیان کیا اور عوام اہلِ سنت کو آنے والے خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جو لوگ داتا حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے مزارِ پر انوار کو سومنات کا مندر قرار دیتے ہیں آپ ان کو اپنے ساتھ ملا کر خیر کی امید رکھتے ہیں اگر یہی صورت حال رہی تو ان لوگوں کی سازشوں سے آپ کے مزارات محفوظ نہیں رہیں گے چالیس سال بعد مزارات ومساجد پر ہونے والے خودکش حملوں اور بم دھماکوں کی صورت میں قوم نے آپ کی پیش گوئی کو حرف بہ حرف پورا ہوتے ہوئے دیکھا

1974ء میں ربوہ اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے وحشیانہ حملہ کیا جب طلباء زخمی حالت میں لائلپور اسٹیشن پہنچے تو آپ ان کی دیکھ بھال کے لئے احباب کے ہمراہ وہاں پہنچے اور پھر سب سے پہلے آپ نے

فیصل آباد سے تحریکِ ختم نبوت کا آغاز کیا ایک عرصے تک آپ تنہا اپنے متوسلین و معتقدین کے ساتھ پرجوش اور منظّم انداز میں یہ تحریک چلاتے رہے اور ملک کے طول و عرض میں مختلف علماء و مشائخ سے رابطے کر کے تحریک کے لئے راستہ ہموار کرتے رہے پھر آہستہ آہستہ یہ تحریک پورے ملک میں پھیل گئی جس کے نتیجے میں قومی اسمبلی سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کر دیا گیا۔ شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان نے اپنی کتاب ؟؟ تحریک ختم نبوت؟؟ میں دو جگہ اس تحریک میں آپ کی خدمات کا اعتراف کیا اور اس کتاب کے صفحہ نمبر 255 پر لکھا کہ اس وقت تحریکِ ختم نبوت کی طرف سے مرکزی مجلسِ عمل کا انعقاد کیا گیا۔ جمیعت علماء پاکستان کی طرف سے نمائندگی کرنے والے سات اراکین تھے:

مولانا شاہ احمد نورانی ایم این اے، مولانا محمود علی رضوی ایم این اے، مولانا عبدالمصطفی الازہری ایم این اے، مولانا عبدالستار نیازی ایم این اے، مولانا صاحبزادہ فضل رسول رضوی (لائلپور)، مولانا غلام علی اوکاڑوی اور علامہ محمود احمد رضوی (لاہور)

1970ء میں تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے بنفسِ نفیس جلوسوں کی قیادت فرمائی اور حکومت کے وحشیانہ تشدد کے باوجود آپ کے پائے استقامت میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی۔ مکتبہ فکر دیوبند کے ایک معروف خطیب مولانا محمد اکرم ہمدانی اپنے ایک بیان میں ذکر کرتے ہیں کہ ناموسِ رسالت کے لیے قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کی قیادت میں نکالے گئے جلوسوں کا میں عینی شاہد ہوں
مسلکی اختلاف کے باوجود مجھے اعتراف ہے کہ آپ جیسی استقامت میں نے کسی میں نہیں دیکھی۔ جب جلوس پر حملہ کیا گیا تو آپ شدید زخمی ہو گئے اور پورا جسم زخموں سے چور ہو گیا میں نے دیکھا کہ میدان میں ڈٹے ہوئے ختم نبوت کے سپاہی فضل رسول حیدر رضوی کے سر پر ایک بڑا رومال تھا جو خون سے اتنا بھرا ہوا تھا کہ اسے بار بار نچوڑتے اور جس طرح دھوئے ہوئے کپڑے سے پانی نچوڑا جاتا ہے، اسی طرح اس رومال سے خون نچوڑا جارہا تھا مگر یہ عاشقِ رسول جوانمردی کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا۔
دینِ اسلام کی ترویج و اشاعت اور اہلِ سنت و جماعت کے مذہبی و سیاسی استحکام کے لیے آپ نے "مجلسِ وحدت اسلامیہ" کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔ آپ کی قیادت میں اس جماعت نے ملک کے طول و عرض میں اہلِ سنت کے اندر سیاسی شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا شیخ القرآن علامہ

عبدالغفور ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مجلسِ وحدتِ اسلامیہ کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والے ایک جلسہ کے دوران فرمایا کہ جس طرح قرب وجوار میں اس تحریک کے اثرات تیزی سے پھیل رہے ہیں اگر یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تو مستقبل قریب میں یہ اہلِ سنت کی ایک عظیم مذہبی اور سیاسی جماعت ثابت ہوگی۔ بعض وجوہ کی بنا پر احباب کے مشورے سے یہ جماعت ختم کر دی گئی اور آپ انجمن فدایانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پلیٹ فارم سے دینی وملی خدمات سرانجام دینے میں مصروفِ عمل رہے

مدارسِ دینیہ کی ترقی کے لیے آپ ہمیشہ کوشاں رہتے تھے آپ کی تحریک و ترغیب اور رہنمائی میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قدم آگے بڑھایا۔ پھر آپ غزالی زماں علامہ کاظمی شاہ صاحب، علامہ ابوالبرکات شاہ صاحب مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی علیہم الرحمۃ کے ساتھ مل کر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کا قیام عمل میں لائے۔ جس طرح آپ تحریکِ ختم نبوت کے بانی ہیں۔ تنظیم المدارس کے بانیان میں بھی آپ کا اسم گرامی سرِ فہرست ہے۔

آپ نے حضور امام الاولیاء داتا گنج علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی اشارے پر تقریباً ڈیڑھ سو کنال اراضی پر مشتمل عظیم الشان اسلامک یونیورسٹی جامعہ محدث اعظم چنیوٹ قائم کی تمام اراضی آپ نے اپنی ذاتی رقم سے خریدی جو مشائخِ اہلسنت کے لیے لائقِ تقلید مثال ہے۔

آپ طویل عرصہ سے شوگر، عارضہ قلب اور کڈنی کے امراض میں مبتلا تھے۔

مگر اس کے باوجود آپ آخر دم تک دینِ اسلام کی سربلندی اور مسلک حقہ کی ترویج واشاعت میں مصروفِ عمل رہے۔ آپ نے عرسِ امام اعظم ومحدث اعظم قدس سرھما کے عظیم اجتماع میں اپنے خلفِ اکبر پرورد؟ آغوشِ ولایت قائدِ ملتِ اسلامیہ صاحبزادہ قاضی ابوالعلی محمد فیض رسول رضوی زید مجدہ کو علماء ومشائخِ اہلسنت کی موجودگی میں اپنا جانشین مقرر کیا اور دستارِ خلافت تاج الفتح اور خرق؟ خلافت سے مشرف کیا۔ آخری ایام میں طبیعت زیادہ علیل ہونے پر آپ کو انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی

(Punjab Institute of Cardiology)

فیصل آباد میں لے جایا گیا۔ وہاں آپ کا علاج جاری رہا۔ مگر قدرت کو یہی منظور تھا کہ آپ کا وقتِ وصال آ گیا۔ آخری وقت انتہائی نقاہت کے باوجود آپ نے خود ہاتھ پاؤں سیدھے کر کے کروٹ لی اور قبلہ رو لیٹ کر درود واسمِ اعظم کا ورد کرنے لگے اور ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہوئے آپ خالقِ حقیقی سے جا

ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

پیر اور منگل کی درمیانی شب 29 ربیع الاخر 1442ھ بمطابق

14 دسمبر 2020ء/ یکم پوہ 2077ب کو رات 9 بج کر 40 منٹ پر آپ کا انتقال ہوا اور 30 ربیع الآخر 1442ھ بمطابق 16 دسمبر 2022ء/ 3 پوہ 2077ب دھوبی گھاٹ، فیصل آباد کے وسیع و عریض گراؤنڈ میں نمازِ ظہر کے بعد جگر گوشہ شیخ القرآن علامہ پیر سید ریاض الحسن شاہ صاحب آف چکوال کی اقتداء میں آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی گئی جس میں لاکھوں عقیدت مندوں نے شرکت کی سعادت حاصل کی آپ کے والدِ گرامی حضرت محدثِ اعظم پاکستان قدس سرہ العزیز کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں لائی گئی۔

اس سال بھی 28 ربیع الآخر بمطابق 24 نومبر کو آستانہ عالیہ محدثِ اعظم پاکستان جھنگ بازار فیصل آباد میں آپ کے جانشین پیرِ طریقت قاضی محمد فیض رسول رضوی زید مجدہ کی زیرِ سرپرستی آپ کا دوسرا سالانہ عرس مبارک انتہائی شان وشوکت سے منعقد کیا جا رہا ہے

آپ کے وصال کے دو سال بعد فکرِ سوادِ اعظم کا سلسلہ پھر سے شروع کیا جا رہا ہے جس کا آغاز آپ کی حیاتِ مبارکہ میں ہوا تھا۔ ربیع الآخر 1433ھ میں راقم الحروف نے حضرت شمس المشائخ کی بارگاہ میں عرض کیا۔

کہ سہ ماہی مجلّہ فکرِ سوادِ اعظم کا اجراء کرنا چاہتا ہوں، اجازت عنایت فرمائیں۔ آپ نے کمال شفقت سے اجازت بھی عطا فرمائی اور سرپرستی بھی قبول فرمائی اور قیمتی ہدایات سے بھی نوازا البتہ فرمایا: ''سہ ماہی کی بجائے ششماہی کرلو، آسانی رہے گی، یہ ایک مشکل کام ہے''

میں نے عرض کیا: ''ان شاء اللہ العزیز آپ کی نظرِ عنایت سے سہ ماہی جاری کرتے رہیں گے''

فرمایا:

سنہری باتیں

ازفقیر سید حیدر رضا غفرلہ

ناظم تعلیمات جامعہ محدث اعظم

اولیاء کاملین سے عقیدت ومحبت

حضور شمس المشائخ کی اولیاء کاملین کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔آپ اکثر اولیائے کاملین کے مزارات پر حاضری دیتے اوران کی بارگاہ میں براہ راست عرضی پیش کرتے تھے۔

اولیائے کاملین کی بارگاہ میں حاضری کا انداز کمال درویشانہ اور نیازمندانہ ہوتا تھا۔آپ حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دینے سے قبل اپنا لباسِ فخرانہ ترک فرماتے ویسکوٹ اور جناح کیپ اتار کر رکھ دے اور ایک سادہ سا رومال لے کر سر اور چہرے کو لپیٹتے اور فقیرانہ انداز میں پہلی چوکھٹ کو بوسہ دیتے پھر اندر کی چوکھٹ کو بوسہ دیتے ہو اور پھر مودبانہ سلامِ نیاز پیش فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بابا یہ مرکز وتجلیات کی بارگاہ ہے اس بارگاہ میں معمولی سی بے پرواہی انسان کو شکی کر دیتی ہے۔

آپ حاضری کے وقت شاہانہ پروٹوکول،مریدین اور خادمین کے الاو لشکر کو پسند نہیں فرماتے تھے۔لاہور داتا صاحب حاضری سے قبل حضرت میاں میر صاحب کے مزار پر حاضری کو ضرور جایا کرتے تھے۔آپ اکثر جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱) حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا پاکپتن شریف

۲) حضرت جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اوچ شریف

۳) حضرت بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصور

۴) حضرت پیر سید یعقوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ موراں والی سرکار کلر کہار شریف

۵) حضرت بابا نور شاہ ولی سرکار رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد

۶) حضرت پیر سید مراد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بابا نولکھ ہزاری شاہ کوٹ_____

کے علاوہ بادشاہوں کا مزار جوہر آباد پیر دولے شاہ گجرات کے علاوہ دیگر مزارات پر بھی اکثر اپنے

احباب کے ساتھ تشریف لے جایا کرتے تھے۔

اولیاء کاملین کے ساتھ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ اُن کے مزارات پر ڈیوٹی دینے والے خادموں اوراردگرد کے دکانداروں کی بے حدعزت اوراحترام کرتے۔ان سب کو ہدیہ اورنذرانہ پیش کرنا آپ کا معمول تھا۔

آپ کے آستاں پر جب بھی کوئی فقیر یا درویش حاضر ہوتا اور جو چیز طلب کرتا آپ اسے وہ چیز ضرور نواز تے۔آپ کا ایک مبینہ واقعہ ہے کہ آپ ایک مرتبہ اپنے دفتر میں تشریف فرما تھے تو ایک درویش صفت شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اوراس نے صدا لگائی کہ آپ کی جیب میں جتنے پیسے ہیں وہ حضرت بابا فرید رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر میری جھولی میں ڈال دو آپ نے اسی وقت اپنی جیبوں میں جو بھی رقم تھی وہ نکال کر اس درویش کو دے دی اس نے پھر کہا کہ آپ کے درازوں میں جو روپیہ پیسہ پڑا ہے وہ بھی عنایت کردیں آپ نے فوراً جو کچھ تھا سب کچھ نکال کراس کی جھولی میں ڈال دیا درویش لے کے چلے جانے کے بعد احباب میں سے کسی نے تعجب کرتے ہوئے وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ یہ بابا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے نام پر اگر وہ مجھ سے میرا سب کچھ مانگ لیتا تو میں اسے سب کچھ دے دیتا۔

حضور موراں والی سرکار رحمتہ اللہ علیہ کے بارے میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بابا یہ ایسا کریم مزار ہے کہ میں نے آج تک ان کی بارگاہ میں جو بھی عرضی پیش کی تو انہوں نے ضرور کرم فرمایا آپ ان میں بارگاہ میں اس دور میں تشریف لے جایا کرتے تھے جب فقط کچی سی قبر ہوا کرتی تھی۔

آج عظیم والشان مزار، مسجد اور ملحق کنسلیس آپ کی چاہت کے عین مطابق اورصاحبِ مزار کی عظمت کے شیانِ شان آپ کے احباب کی کاوشوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اورآپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے پاؤں مبارک کے زخموں کی وجہ سے امریکہ تک ڈاکٹروں نے لاعلاج کہہ کر جواب دے دیا تو فقیر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے پوتوں کی بارگاہ میں عرضی پیش کی کہ بندہ آپ کا نیازمند ہوں اورایک ٹانگ سے اپاہج ہو جائے تو یہ گوارا نہیں تو اس کریم نے ایسا کام کیا کہ لاعلاج زخم بھی ٹھیک ہو گیا۔آپ نے اپنے وصال قبل اپنے جانشین ہ خلفِ اکبر وارثِ منبع علومِ طریقت سلسلہ عالیہ رضویہ قادریہ، چشتیہ صابریہ سراجیہ صاحبزادہ پیر قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی کو فلاں فلاں مزار پر اپنی طرف سے حاضری کی تاکید فرمائی۔

کتب بینی اورمطالعہ کا بے حد شوق تھا۔ بڑی بڑی کتابیں آپ کے زیر مطالعہ رہی مختلف اطراف سے آئے

ہوئے مجلّات اور رسائل کا ہر موضوع آپ کے مطالعہ سے ضرور گزرتا آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اداروں کی شان لائبریری ہوا کرتی ہیں۔اور ان میں دلچسپی لینے والے حضرات ان کا حسن ہوا کرتے ہیں۔

محکمہ اوقاف کو جائز نہیں سمجھتے تھے اور فرماتے کہ مثال کے طور پر حضور داتا صاحب علیہ الرحمہ کی مسجد کا پیسہ کس طرح کسی اور مسجد یا وزارات کے معاملات اور وزراء کی بے تحاشا مرعات اور عیاشیوں میں خرچ ہو سکتا ہے۔آپ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ اپنے برادر اصغر حاجی محمد فضل کریم کے وزیر ہونے کے باوجود آپ نے کبھی وہاں کا پانی نہیں پیا۔

جس چیز میں یا معاملات میں خرابی یا اختلاف دیکھتے تو چھوڑ کر ایک سائیڈ ہو جاتے اور اکثر فرماتے کہ دوسروں کو سپیس دو اور آنے والی نسلوں کو موقع فراہم کرو۔تاکہ نوجوان نسل مستقبل کا سرمایہ بن سکے اور مسلک میں قیادت کا فقدان نہ ہو

جو آپ کے ذمہ ضعفِ بیماری کی وجہ سے رہ گئیں تھی۔آپ ورس امام اعظم ومجدد اعظم ومحدث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آستانہ عالیہ کے دیگر پروگراموں کے بعد کلر کہار شریف پر حاضری اکثر دینا آپ کا معمول تھا۔

آپ اپنے والد گرامی حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کے نقش قدم پر ہر نوچندی جمعرات کو حضور داتا صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضری دینے کا معمول تھا۔آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ کی ظاہری اور باطنی معمولات کے وارث آپ کے خلفِ اکبر صاحبزادہ پیر قاضی محمد فیضِ رسول حیدر رضوی ان سب چیزوں کو جاری وساری رکھے ہوئے ہیں اور اسی فیضان کی خوشبو اس آستاں پاک سے آج بھی ویسے ہی ماحول کو معطر کیے ہوئے ہے اللہ پاک صاحبزادہ والہ شان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم و دائم فرمائے۔''آمین''

خشبوؤں اور پھولوں سے لگاؤ

حضور قبلہ شمس المشائخ کو خوشبوں اور پھولوں سے بہت لگاؤ تھا۔اگر کوئی دوست آپ کی عیادت کے لیے تشریف لاتا اور اپنے ہمراہ پھول نہ لاتا ہے تو اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اچھے دوست ہو کہ بغیر پھولوں کے

حاضر ہوئے ہو۔

آپ بڑی اعلی قسم خوشبو استعمال کرتے تھے اور کثرت سے استعمال فرماتے تھے۔ بالخصوص عنبر عود اور کستوری کے علاوہ دیگر نایاب خوشبوں کے بڑے بڑے جار اور کئی کئی لاکھ کی قیمتیں خوشبوئیں استعمال فرماتے تھے۔اور استعمال کا عالم یہ تھا کہ آپ کے خادم محمد عمران قادری بان کرتے ہیں کہآپ اندروالی بنیان یا سلوکہ اور ہاتھ میں استعمال کرنے والا رومال خوشبو میں بھیگو کر استعمال فرماتے تھے۔عوام الناس سے ملاقات کا وقت حلقہ ارادت اور مریدین سے اکثر شام کے وقت ملاقات فرماتے اگر کوئی شخص دن کو بغیر کسی کام کے حاضر ہوتا تو اس کو فرماتے۔ بابا۔۔ جاؤ اپنے بچوں کے لئے پہلے روزی کماؤ اور شام کو میرے پاس آنا۔اکثر احباب آپ کی خدمت میں اپنی پریشانیاں اور مصائب بیان کرتے لیکن آپ کو اللہ پاک نے بہت بڑا جگر اعطا فرمایا تھا ہر ایک کی بات کو تسلی سے سنتے اور اس کا حل بتاتے۔اور اس شخص کی باتوں کی رازداری کا بہت خیال رکھتے کسی کا عیب اور بھرم ٹوٹنے نہیں دیتے تھے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بڑے پن کی سب سے بڑی بات چشم پوشی اور درگزر کرنا ہے۔اپنے مریدین کو پیر بھائی یا دوست یا متعلق کہہ کر یاد فرماتے تھے۔مرید کو غلام یا اپنی رعیت تصور نہیں کیا اور دیگر خانکاہوں پر اس طرح کے واقعات کی ہمیشہ حوصلہ کشی فرماتے تھے۔

اصول پسندی

آپ با اصول اور بارعب شخصیت کے مالک تھے۔حق گوئی اور بے با کی آپ کی شخصیت کا خاصہ تھی۔ ہمیشہ اصول پسندی کے ساتھ زندگی بسر کی۔ اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ۔۔ بابا۔۔۔ جوشخص با اصول زندگی گزارتا ہے اس کو بڑی آزمائشوں کا بھی سامنا پڑتا ہے۔آپ وقت کے بہت پابند تھے اور ہمیشہ وقت کی قدر کرنے اور پابندی کرنے کا حکم دیتے تھے۔لین دین کے معاملات میں بہت احتیاط فرمایا کرتے تھے۔کسی کا ایک روپیہ بھی پوری زندگی آپ کی طرف بقایا نہ تھا۔ ہر ایک کے معاملات کو وقت سے پہلے کلئیر فرماتے تھے اور کوئی چیز منگوانے سے قبل اس کی قیمت ادا فرماتے اور کسی کا احسان اپنے اوپر باقی نہیں رہنے دیتے تھے۔

جود وسخاوت، ومہمان نوازی

آپ جود وسخاوت کے عظیم پیکر تھے ملازمین کے ساتھ آپ کی فیاضیوں کا یہ عالم تھا کہ ان کی تمام تر ضرورتوں کو خود پورا فرماتے تھے جو چیز اپنے لیے پسند فرماتے وہی چیز ملازموں کے لیے بھی پسند فرماتے تھے۔

اپنے ساتھ برابر میں بیٹھا کر کھانا کھلاتے تھے جب بھی کوئی پرانا دوست آپ کے پاس ملنے آتا ان کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے ان کو تحفے تحائف سے بھی نوازتے تھے۔اور اکثر اپنے پرانے ساتھیوں کو موسم کے حساب سے سوٹ،ٹوپیاں، انگوٹھیاں اور قیمتی ساز وسامان سے نوازتے تھے۔کوئی بھی آپ کی مجلس میں آکر بیٹھتا تو اس کو چائے اور مٹھائی ضرور پیش کی جاتی تھی۔ دور دراز سے آئے ہوئے ساتھی کو کھانا کھلائے بغیر جانے نہیں دیا جاتا تھا اور پسند کے مطابق ضیافت کا انتظام فرماتے تھے۔

آپ بہت ہی مہمان نواز تھے۔دوست احباب کی مہمانوازی میں کوئی کسر نہ چھوڑتے۔عرس پاک کے موقع پر آئے ہوئے مہمان احباب اور علمائے کرام کے لیے گھر میں علیحدہ ضیافت کا شاندار اہتمام فرماتے اور آپ بلخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں مخصوص افطاریوں کے موقع پر شاندار اہتمام کیا جاتا۔بریلی شریف اگر کوئی مہمان تشریف لاتا تو اس کا شاندار استقبال فرماتے اور ان کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑتے۔حضور رحمانی میاں جب آخری بار پاکستان تشریف لائے تو ان کا شاندار استقبال فرمایا جو لائل پور کی تاریخ کا سب سے عالی شان استقبال تھا۔ریلوے اسٹیشن سے جامعہ رضویہ تک سجاوٹیں کی گئی اور سرخ کپڑا بچھایا گیا اور اپنے ہاتھوں سے خود مہمانوازی کے فرائض سرانجام دیئے۔

عرس مجدد اعظم وامام اعظم پر لنگر کا شاندار انتظام فرماتے تھے۔جو دلیم تیار ہوتا تھا اس میں بکرے کا گوشت استعمال فرماتے تھے ایک مرتبہ ایک دوست نے مشورہ دیا کہ حضور دلیم میں چکن کا گوشت استعمال کر لیتے ہیں سستا بھی پڑے گا اور آسانی سے میسر بھی آجائے گا آپ اس بات پر بہت شدید ناراض ہوئے اور ڈھونڈ کر بکرے ذبح فرما کر دلیم میں ڈالنے کا حکم دیا اور فرمایا عرس پر ہونا تو لنگر ہی چاہیے لیکن وہ لنگر شاندار ہونا چاہیے اور یقیناً ایسا شاندار لنگر کہیں اور نظر نہیں آتا۔ بڑے بڑے حضرات اس لنگر کو تناول فرمانا باعث سعادت تصور کرتے ہیں اور اس بات کا برملا اظہار بھی فرماتے ہیں کہ جو روحانیت اور ذائقہ اور چاشنی اس

لنگر میں ہے وہ فائیو سٹار ہوٹل کے کھانے میں بھی حاصل نہیں ہوتی۔

آپ اپنی بیماری کی حالت میں ہمیشہ صبر و استقامت کے پہاڑ ثابت ہوئے۔ اور کبھی آپ نے ہمت نہ ہاری شدید بیماری کے باوجود ہمیشہ چہرہ مبارک پر تازگی اور مسکراہٹ کے پھول بکھیرتے رہے اور سخت سے سخت طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ کی زبان سے ہائے کے الفاظ کبھی نہ سنے اور اکثر فرماتے کریم کا کرم ہے۔ آپ اٹھتے بیٹھتے اللہ ہو کا ورد فرماتے تھے۔ بیماری کی شدت کے باوجود طہارت اور پاکی کا خاص خیال رکھتے اور کبھی بے وضو رہنا پسند نہ فرماتے تھے۔ اور بیماری کی شدت کے باوجود آخری عمر میں جب بے وضو ہوتے تو خادمین کو حکم ہوتا اور فوراً وضو کرایا جاتا تھا۔ شدید علالت کے باوجود کبھی بھی نماز کو ترک نہیں فرمایا۔ عمدہ اور شاندار لباس زیب تن فرماتے تھے۔ کھانے پینے میں نفاست کا بہت خیال رکھتے تھے۔ پاکی پلیدی کے مسائل کے سبب پلاسٹک کے برتن پسند فرماتے تھے۔

انگوٹھیوں اور نگوں کا بہت شوق تھا۔ ستاروں کے احوال اور پتھروں کے مزاج کے مطابق نگ استعمال فرماتے تھے۔ آپ ہر طرح کا پتھر استعمال فرماتے تھے اور بڑے بڑے قیمتی نایاب پتھر استعمال کرتے تھے۔ مٹی کے بنے ہوئے سپیشل تیار شدہ نایاب قیمتی پتھروں سے مزین ہاتھ میں پہنے والے کڑے بھی استعمال فرماتے۔ لیکن دوستوں کو ان کے ستارہ کی مناسبت سے پتھر استعمال کرنے کا حکم ارشاد فرماتے تھے۔ مخصوص دوستوں کو انگوٹھیاں تحفہ میں میں پیش فرماتے تھے۔

دوستوں کو یاد رکھنا ان کی ضرورتوں کا خیال رکھنا۔ کسی دوست کی بیماری کی حالت میں اس کا خاص خیال رکھتے اور بالخصوص مالی طور پر کمزور دوستوں کی ہر طرح کی ضرورت پوری فرمانا آپ کا معمول تھا۔ اگر کسی عالم دین کی علالت کی خبر آپ تک پہنچتی تو فورا ان کی مالی معاونت فرماتے۔ اور اس بات کا اکثر افسوس کرتے کہ ایک حقیقی عالم دین ساری زندگی دین کی خدمت کرتا ہے لیکن اس دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس کے پاس اپنے علاج تک کہ پیسے نہیں ہوتے اور یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ آپ نے چنیوٹ میں ادارہ جامعہ محدث اعظم کے ساتھ ایک قطعہ اراضی برائے قبرستان اسی لیے مختص فرمایا۔ ایسے علماء حقہ جن کو قبرستان میں اگر جگہ میسر نہ ہو تو ان کی تدفین کا اہتمام یہاں پر کیا جائے۔

ابتدائی ایام میں آپ نے جامعہ رضویہ میں خود تدریس فرمائی اور معقولات اور مسلم شریف جیسے اسباق پڑھائے۔ آپ جمعہ کی نماز اور عیدین کی نمازیں بھی خود پڑھایا کرتے تھے۔ محافل میلاد میں اکثر شرکت

فرماتے ایک وقت میں لائل پور کے اندر کوئی ایسی محفل نہیں ہوتی تھی جس میں آپ کی صدارت نہ ہوتی ہو۔لیکن بیماری کی شدت کی وجہ سے سٹیج پر بیٹھنا دشوار ہوا تو سٹیج چھوڑ دیا اور محافل میں جانا کم فرمادیا۔اگر کسی دوست کا بہت زیادہ اسرار ہوتا تو مجبوراً تشریف لے جاتے اور ہمیشہ نذرانے لینے کی بجائے بانیان محفل کونواز کرہی آتے تھے۔پروگرامز میں نعت خواں حضرات اور علمائے کرام پر ہمیشہ اپنی بڑی نوازشات فرماتے تھے۔

ابتدائی ایام میں کھیتی باڑی اورزمین داری میں خود ہاتھ بٹایا اور ٹریکٹر خود چلایا کرتے ،شہر سے زرعی ادویات بھی اکثر خود ہی گاؤں لے کر جایا کرتے تھے۔اوراس سلسلہ میں اکثر فرماتے ۔۔بابا۔۔اپنے ہاتھ سے محنت مزدوری کرنے میں ہی برکت ہے۔خود بھی کپڑے کا کاروبار کرتے تھے اور ضرورت مند غریب لوگوں کوبھی رقم دے کرکاروبار میں سٹینڈ کیا۔ان میں سے بہت سے دوست آج بھی موجود ہیں۔بیواؤں اورغریب لوگوں کے ماہانہ وظائف مقرر کئے ہوئے تھے۔جن کا کسی کوعلم نہ تھا آپ کے وصال مبارک کے بعد جب یہ بات قبلہ صاحبزادہ صاحب کے ذریعے سامنے آئی تو سب لوگ اس پر بہت حیران ہوئے۔ جوکہ آپ کی ایک زندہ کرامت تھی.

درس اور درس گاہ سے محبت

مدارس کے طلباء اور دینی تعلیم سے وابستہ علماء کرام سے مل کر بڑے خوش ہوتے۔اوران سے اکثر تعلیم و تعلم کے متعلق سوال جواب کرتے۔موجودہ مدارس کے نظام اور مہتمم حضرات کے رویاجات پر اکثر اصلاحی تنقید فرماتے۔مدارس کے اساتذہ کے لیے اچھی تنخواہوں اور بنیادی ضروریات کے حوالے سے مرعات کے ہمیشہ خواہشمند رہے۔تعلیم کی فروغ کے سلسلہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دس بنیادی نقاط ہمیشہ آپ کے پیشِ نظر رہے۔موجودہ تعلیم المدارس کے نصاب پر اکثر افسوس کا اظہار فرماتے۔اور فرمایا کرتے اس نصاب کو پڑھ کر نہ تو آدمی سہی عالم بن پاتا ہے اور نہ ہی دنیا کے کاموں کے لیے منشی۔فنون کی کتابوں کا نصاب میں سے اخراج مستقبل کے لیے بہت بڑا المیہ ہے۔طلباً سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ان میں کپڑے اور وظائف تقسیم فرماتے۔طلباً کے لیے صدقہ خیرات کھانے کی اکثر حوصلہ شکنی کرتے اور فرماتے کہ۔۔بابا۔۔صدقہ خیرات کھانے سے علماء میں دوعیب پیدا ہوتے ہیں۔ایک تو اس سے علماء میں

روحانیت ختم ہو جاتی ہے۔اور دوسرا حق گوئی کا جزبہ کم ہو جاتا ہے۔جو کہ آج اس پرفطن دور میں انتہائی ضروری ہے۔

سادات سے محبت

سادات کرام کا بہت احترام کرتے تھے۔ان سے اکثر محبت سے پیش آتے سید زیادہ چھوٹا ہو یا بڑا ان سے انتہائی شفقت فرماتے۔لنگر میں ہمیشہ انہیں دو حصے دیا کرتے۔اور اکثر فرماتے کہ اباجی (حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ) اکثر سادات کی ڈیوٹی پانی پر لگایا کرتے تھے۔اور فرماتے کہ کربلا میں یزیدیوں نے سادات کا پانی بند کیا تو دیکھو ہم نے تو سادات کو پانی کا نگران بنا دیا ہے۔روپے پیسے کو کبھی اہمیت نہیں دی کانسٹرکشن اور تعمیرات کے حوالے سے آپ کو بے پناہ تجربہ تھا۔مرکزی سنی رضوی جامع مسجد کی خوبصورت تعزین و آرائش، فلک بوس منار اور اسلامک یونیورسٹی جامعہ محدث اعظم کی پرشکوہ عمارات اور شاندار گنبد آپ کی دلچسپی فن مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔پاکستانی قوانین کا بہت احترام کرتے کبھی بھی سگنل توڑنے کی معمولی سی خلاف ورزی بھی آپ پسند نہ فرماتے تھے اکثر اپنے مریدین اور احباب کو پاکستانی قوانین کی پاسداری کی تلقین فرماتے۔

منقبت

راحت دل راحت جاں مرشدی فضل رسول

قلب محزوں کا ہے درماں مرشدی فضل رسول

تو سراپا مظہر قول مریدی لاتخف کیوں بھلا ہم ہوں پریشاں مرشدی فضل رسول

کلفت ایام کا دل سے اثر زائل ہوا دیکھ تیرا روئے خنداں مرشدی فضل رسول

درمیان حق و باطل، خط فاصل تیری ذات عاشق احمد رضا خاں مرشدی فضل رسول

از قلم: پروفیسر محمد بشیر قادری لاہور

ایک ہمہ گیر شخصیت

حضور شمس المشائخ مجاہد تحریک ختم نبوت و نظام مصطفیٰ

از قلم: سید محمد سعید الحسن قادری رضوی

شیخ المشائخ مخدوم اہلسنت زیب سجادہ جانشین محدث اعظم پاکستان پیر طریقت رہبر شریعت حضرت صاحبزادہ ابوالفیض قاضی محمد فضل رسول حیدر قادری چشتی رضوی قدس سرۃ العزیز ایک منفرد شخصیت اور سالار قافلہ رضویت تھے۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ اگر آپ کسی بھی شخص کے کردار اور عادات و اطوار کو جاننا چاہتے ہو تو اس کے حلقہ احباب کو دیکھیں کہ اس کی دوستی کس قسم کے لوگوں سے ہے۔ اللہ والوں کا رجحان ہمیشہ اللہ والوں کی طرف ہوتا ہے جبکہ برے لوگوں کے ہم نشین عموماً برے لوگ ہوتے ہیں اسی لیے کہا گیا ہے کہ

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ

اسی طرح اگر آپ کسی شخصیت کے مرتبہ و منصب کو جاننا چاہتے ہوں دیکھیں گے کہ ان کا اس عہدہ کے لیے انتخاب کرنے والا کون ہے۔ انتخاب کرنے والا ادارہ یا فرد جس قدر اعتماد اور معتبر ہوگا وہ شخصیت بھی اسی قدر معتبر ہوگی۔ بحمد للہ تعالیٰ ثم الحمد اللہ تعالیٰ یہ بات کس قدر خوش آئند ہے حضور قبلہ پیر طریقت رہبر شریعت قاضی محمد فضل رسول قدس سرۃ العزیز کا اپنی جانشینی اور سالار قافلہ رضویت کا انتخاب کرنے والی ہستی کوئی عام شخصیت نہیں تھی بلکہ وہ ذات والا صفات کے جن کے علم و فضل کا طوطی محض برصغیر پاک و ہند میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں بولتا تھا ۔ جن کے تقویٰ و طہارت اخلاص وللّٰہیت کی قسمیں اٹھائی جاتی تھیں، جن کے افعال و اقوال میں سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پابندی دیکھ کر قرون اولیٰ کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اپنے کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی والہانہ عقیدت و محبت کی جس کسی کے بارے میں شک بھی ہوتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اہل بیت اطہار یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنھم کا بے ادب ہے آپ علیہ الرحمہ اس کے ساتھ مصافحہ تک نہ فرماتے تھے (لا یخافون لومۃ لائم) کی زندہ مثال تھے۔ علوم حدیث میں اس قدر ید طولیٰ اور مہارت تھی کہ دنیا آپ کو محدث اعظم

پاکستان کے نام سے جانتی ہے۔آپ نے حق بیان فرمانے اور حق کا ساتھ دینے میں کبھی بھی کسی مصلحت کو پیش نظر نہ رکھا۔ اس جہاں دیدہ بالغہ روزگار شخصیت نے اپنی جانشینی کے لیے اپنے لخت جگر نور نظر صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر کو منتخب فرمایا۔اور یہ انتخاب محض محبت کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ اس کا پس منظر کچھ اور تھا۔ یہ۔آپ حضرت علامہ مولانا غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ تعالی مہتمم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی خدمت میں اعلی تعلیم حاصل فرمارہے تھے۔تکمیل درس نظامی اور تدریس حدیث کے آخری ایام تھے کہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کی طبیعت شریفہ ناساز رہنے لگی۔تو آپ نے صاحبزادہ صاحب کو لاہور جامعہ نظامیہ سے واپس آنے کا حکم دیا اور تربیتی انداز میں مدرسہ کی کچھ ذمہ داریاں صاحبزادہ صاحب کے سپرد فرمائیں یعنی آپ کو سنی رضوی جامع مسجد کا متولی مقرر فرمادیا۔مزید برآں جمعیت رضویہ کے نام سے ایک انجمن قائم فرمائی اور حضرت صاحبزادہ صاحب اس کا صدر مہتمم بنا دیا۔گویا حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ اپنی مبارک زندگی میں اپنے جانشین کو کچھ ذمہ داریاں سونپ کر ملاحظہ فرمانا چاہتے تھے کہ میر الخت جگر اس قافلہ رضویت کی کس طرح سالاری کا فریضہ سرانجام دیتا ہے جب آپ علیہ الرحمہ کو اطمینان ہوا تو 1381ھ بمطابق 1961ء کو عرس اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے موقع پر ملک بھر سے آئے ہوئے علماء و مشائخ کی موجودگی میں حضور قبلہ صاحبزادہ صاحب کو جمیع سلاسل طریقت کی خلافت عطا فرما کر اپنی سجادہ نشینی کا تاج بھی عطا فرمادیا۔یعنی یہ سب عمل اس بات کی دلیل تھا کہ حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ پوری طرح مطمئن تھے کہ میر الختِ جگر میری جان نشینی کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔بحمد للہ تعالی حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کا یہ انتخاب کس قدر موزوں اور اہم تھا اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی ہوتا ہے کہ حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کی رحلت مبارکہ کے بعد مصائب و آلام کے اس سمندر میں شدید طغیانی آ گئی تھی ان طلاطم خیز موجوں میں کشتی کو ساحل آشنا کرنا شدید مشکل تھا۔مگر اس حقیقت آشنا مرد ''فضل رسول'' نے اللہ تبارک وتعالی اور اس کے رسول ﷺ محتشم کے فضل وکرم سے مضبوط چٹان بن کر اس طوفان کا مقابلہ کیا اور کامیابی اور کامرانی سے ناؤ کو ساحل آشنا کردیا۔

جب ہر چہار جانب مکمل اطمینان ہو گیا اور جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں تعلیم وتدریس کا سلسلہ حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ رحمۃ کے جاری فرمودہ طریقہ کار کے مطابق بدستور ہو گیا۔تو آپ نے دار العلوم جامعہ رضویہ کا انتظام وانصرام تقریبا بائیس سال شاندار انداز سے چلانے کے بعد اپنے برادان صغیر

حضرت غازی محمد فضل رسول اور حضرت حاجی محمد فضل کریم رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما کر اپنی تمام تر توجہ مریدین کی اصلاح وتربیت اور حضور محدث اعظم علیہ رحمۃ کے مزار اقدس سے متصل عظیم الشان سنی رضوی جامع مسجد کی تعمیر پر مرکوز فرمادی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تادم آخر مذہب مہذب اہل سنت و جماعت کی اشاعت وترویج کے پورے اخلاص وللھیت کے ساتھ مصروف عمل رہے مدارس اہل سنت و جماعت کی نمائندہ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے قیام میں آپ نے دیگر اکابرین اہل سنت کے ساتھ ملکر مرکزی کردار ادا کیا اس طرح مسلک کے حقہ کے سارے مدارس کو اتحاد کی ایک لڑی میں پرو دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناموس نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ہمیشہ سر بکور ہے 1974 میں چلنے والی تحریک ختم نبوت میں آپ کا مرکزی کردار تھا آپ جس انداز قائدانہ سے اس تحریک کی قیادت کی وہ نا قابل فراموش ہے 1977 میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنے برادر اصغر حضرت حاجی محمد فضل کریم علیہ الرحمہ کے ساتھ قیادت کرتے ہوئے حکومت وقت کے سفاکانہ تشدد کا نشانہ بنے اور شدید زخمی ہو گئے حکومتی غنڈی کے اندھا دھند لاٹھی چارج سے نہ صرف یہ کہ ایک جگہ سے سر پھٹ گیا بلکہ پورا بدن ہی مجروح ہو گیا آپ ایک عرصہ تک صاحب فراش رہے مگر پائے استقلال میں ذرا بھر بھی لغزش نہ آئی آپ نے پوری زندگی دین متین کی اشاعت وتبلیغ میں صرف فرمائی مساجد اہلسنت اور علماء اہلسنت کی بھرپور سرپرستی فرمائی یوں تو حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ کے شاگرد پوری دنیا میں آپ کا فیضان تقسیم کر رہے ہیں ہم حضرت پیر محمد فضل رسول قدس سرہ العزیز اپنے والد ذی وقار کے مشن کو بحسن وخوبی آگے بڑھاتے ہوئے اہم ترین کردار ادا کر رہے ہیں۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ نیو جرسی امریکہ میں ایک عبادت گاہ غیر فعال تھی مگر مرکزی مقام پر موجود تھی حضور قبلہ پیر صاحب نے اپنی خداداد وصلاحتوں اور فراست لومنانہ سے ایسی تدبیر فرمائی کہ آج بحمد اللہ تعالیٰ سنی رضوی جامعہ مسجد بن چکی ہے جو کہ نیو جرسی میں عظیم مذہبی ادارہ کے جس میں قرآن وسنت کی اشاعت وتبلیغ بطریقہ احسن جاری ہے بحمد اللہ تعالیٰ یہ بندہ ناچیز (مضمون نگار) نیو جرسی میں موجود درس عظیم الشان مسجد ادارہ میں حاضر ہو کر مستفیض ہو چکا ہے۔ حضور قبلہ پیر صاحب علیہ الرحمہ اپنے والد گرامی قدر کی سنت پر عمل کرتے ہوئے مورخہ 30 رجب المرجب 1432ھ بمطابق 3 جولائی 2011ء کو عرس سیدنا امام اعظم وحضور محدث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مبارک موقع پر علماء ومشائخ کی موجودگی میں اپنے بڑے فرزند ارجمند حضرت صاحبزادہ قاضی محمد

فیض رسول قادری رضوی دامت اقبالہ کو اپنی سجادگی کے شرف سے مشرف فرمادیا اور جمیع سلاسل طریقت کی اجازت مرجعت فرماتے ہوئے وہی تاج عزت ان کے فرق ناز پر سجایا جو حضور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ رحمۃ حضور محدث اعظم علیہ الرحمہ کو عطا فرمایا تھا اس مبارک موقع پر حضور صاحبزادہ فیض رسول مدظلہ کو جبہ شریف زیب تن کروایا گیا جو حضور محدث اعظم علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ سے لائے تھے۔ بحمد اللہ تعالیٰ علی ذالک

حضور قبلہ صاحب نہایت ہی قابل رشک اور بھرپور زندگی بسر فرما کر مورخہ 29 ربیع الثانی 1442ھ بمطابق 14 دسمبر 2020ء نو بج کے چالیس منٹ پر دائی حق کو لبیک کہتے ہوئے وصال فرما گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

سچ ہے کہ چمن میں پھول کا کھلنا تو بڑی بات نہیں
زہے وہ پھول جو گلشن بنائے صحرا کو

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے مرقد منور پر کروڑ ہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے اور ہم ناچیز وحقیر بندوں کو ان کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے آمین ثم آمین

منقبت

واقف اسرار دیں ہیں مرشدی فضل رسول
رہنمائے سالکیں ہیں مرشدی فضل رسول

مجھ سے ذرے کو مثال ماہ تاباں کر دیا باکرامت بالیقیں ہیں مرشدی فضل رسول

جس طرح دل کی رگیں پیوستہ دل کے ساتھ ہیں یوں میرے دل کے قریب ہیں مرشدی فضل رسول

ازقلم: پروفیسر محمد بشیر قادری لاہور

بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حضور شمس المشائخ کا مقام

ازقلم: مولانا محب النبی رضوی

مرنے والوں کو یہا ملتی ہے عمر جاوید

زندہ چھوڑے گی کسی کو نہ مسیحاء دوست

دنیا تو ایک مسافر خانہ ہے جہاں ہر روز نہ جانے کتنے لوگ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں سفر زندگی کی گہما گہمی میں کسی کو ان کا نام تک نہیں یاد رہتا لیکن جو اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کو جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کردے وہ بھی اس شاہراہ حیات سے گزر کر اپنے ابدی گھر کی طرف روانہ ہو جاتا ہے مگر اس کی یادیں لوگوں کے دل میں اسطرح رچ بس جاتی ہیں کہ وہ مر کر بھی زندہ جاوید ہو جاتا ہے

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

جانشین محدث اعظم پاکستان شمس المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت الحاج ابوالفیض محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ان عظیم ہستیوں میں سے ہیں جن کی زندگی کی سانس ان کی صبحیں اور شامیں اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر وقف تھیں اسلئے اب ان کی یادیں ہمیشہ رہیں گی

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں

مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کو محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے والہانہ محبت تھی۔اس کا اظہار صرف ان کی زبان سے ہی نہیں ہوتا تھا بلکہ ان کے دل میں رچا ہوا تھا اور ہر رگ وریشہ میں سمایا ہوا تھا۔ان کی زندگی کے ہر حوالے کا عنوان عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔

صد کتاب و صد ورق در نار کن

روئے دل را جانب دلدار کن

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کے ساتھ آپ کی والہانہ محبت اور بے پناہ عشق کا انداز ملاحظہ فرمائیے کہ 1963ء سے آپ نے درود اسم اعظم (اللہ رب محمد صلی علیہ وسلمانحن عباد محمد صلی علیہ

وسلما) کے ورد کا آغاز فرمایا آپ پورے اہتمام کے ساتھ جملہ آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے درود پاک پیش کرتے درود شریف پڑھنے سے پہلے اچھی طرح غسل فرماتے اعلی قسم کے عطر سے معطر لباس زیب تن فرماتے اس کے بعد کسی سے ملاقات نہ فرماتے آپ کی کیفیت یوں محسوس ہوتی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری کے لیے جا رہے ہیں کھڑے ہو کر چار ہزار بار درود پاک کا نذرانہ پیش کرتے

یہ آپ کے روزمرہ معمولات کا حصہ تھا۔ سفر و حضر ہو یا صحت و علالت کبھی اس کا ناغہ نہیں فرمایا۔ آپ طویل سفر کر کے امریکہ تشریف لے جاتے وہاں پہنچ کر فوراً غسل فرما کر اپنے وظائف اور معمولات میں مشغول ہو جاتے ہیں حتیٰ کہ آپ زخمی حالت میں ہسپتال میں داخل تھے وہاں بھی اپنے اہتمام کے ساتھ اپنے وظائف پورے فرمائے۔ (صلوعلی فان الصلاۃ علی زکوۃ لکم (مصنف ابن ابی شیبہ) جیسا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے جس کا مفہوم یہ ہے

مجھ پر درود پاک پڑھا کرو بلاشبہ مجھ پر تمہارا درود پاک پڑھنا تمہارے لیے پاکیزگی کا باعث ہے۔ درود پاک کی برکت سے روحانی وجسمانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی ذات مقدسہ سے عشق و محبت اور درود پاک کی کثرت کی برکت تھی کہ قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بطن مبارک سے خوشبو آیا کرتی تھی ڈاکٹر محمد عثمان علی صدیقی صاحب بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس آپ کی استعمال شدہ رومال وغیرہ موجود ہیں جن سے تیس سال کے بعد آج بھی ان سے خوشبو آتی ہے اور وہ کسی عطر یا پرفیوم کی خوشبو نہیں بلکہ وہ مخصوص خوشبو ہے جو قبلہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بدن مبارک سے آیا کرتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و تعظیم و توقیر اصل ایمان ہے اس کے بغیر ایمان حاصل نہیں ہو سکتا جتنی زیادہ آپ کی تعظیم کی جائے گی اسی قدر نور ایمان میں اضافہ ہوگا۔

مغز قرآن روح ایمان جان دیں

ہست حب رحمت اللعالمین

تفسیر روح البیان میں ہے۔ (انہ یجب علی الامۃ ان یعظموہ علیہ الصلوۃ وسلام ویوقروہ فی جمیع الاحوال فی حال حیاتہ وبعد وفاتہ فانہ بقدر ازدیاد تعظیمہ وتوقیرہ فی القلوب یزداد نور الایمان) (تفسیر روح البیان ج7 ص637)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ اور بعد از وصال تمام احوال میں آپ کی تعظیم وتوقیر امت پر واجب

ہے کیونکہ دلوں میں جتنی آپ کی تعظیم بڑھے گی، اتنا نورِ ایمان بڑھے گا۔
حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کی ایک جھلک آپ کی حرم نبوی شریف میں حاضری کے وقت دیکھی جاسکتی ہے جب آپ مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتے تو حرم سے قبل جوتوں والا بیگ باہر رکھوا دیتے اور جب حرم شریف کے اس حصے میں داخل ہوتے جہاں سے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے توسیع فرمائی ہے تو سہارا بھی ترک فرما دیتے۔ نہایت ادب کے ساتھ جھکی نظروں سے آہستہ آہستہ چلتے ہوئے عاجزانہ انواز میں آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی بارگاہ میں جھک کر سلام عرض کرتے۔

لب وا ہیں آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک ترے پاک در کی ہے

ڈاکٹر محمد عثمان علی صدیقی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ 1975ء میں علامہ ڈاکٹر غفران علی صدیقی صاحب مدینہ پاک میں حاضر تھے ان کے ایک دوست مرتضی خان صاحب نے بتایا کہ رات میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ کی بارگاہ میں مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔ اس کے بعد 1977ء میں جب قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے پہلی مرتبہ امریکہ ڈاکٹر غفران علی صدیقی صاحب کے پاس تشریف لے کر گئے رات کا وقت تھا قبلہ پیر صاحب آرام فرما تھے۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں دروازے پر دستک ہوئی باہر جا کر دیکھا تو مرتضی خان صاحب کھڑے تھے کہنے لگے کہ آپ نے جو مہمان آئے مجھے فوراً ان کے پاس لے جاؤ میں نے ان سے بیعت کرنی ہے۔ میں نے کہا آپ سفر سے آئے ہیں اس وقت آرام فرما ہیں اس نے کہا مجھے ابھی آپ کے پاس لے جاؤ یاد ہے 1975ء میں نے مدینہ پاک میں آپ کو بتایا تھا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے میں نے اس وقت دل میں نیت کی تھی کہ یا رسول ﷺ مجھے کسی مرشد اور پیر کی تلاش ہے۔ اس وقت آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میں نے اس شخصیت کو حاضر دیکھا جو اس وقت آپ کے مہمان ہیں اور اب میں آپ کا بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ جو لوگ بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر موجود ہے ان کے انعام کا بیان کرتے ہوئے اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے۔ ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ أولئک الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرۃ و اجر عظیم (الحجرات:۳)

(بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے)

لہم مغفرۃ واجر عظیم کی تفسیر کرتے ہوئے صاحب روح المعانی فرماتے ہیں وتنکیر مغفرۃ واجر للتعظیم ففی وصف اجر بعظیم مبالغۃ فی عظمتہ فانہ مما لا عین رات ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر (روح المعانی 4052/26)

مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ (یہاں لفظ مغفرت اور اجر کو تعظیم کے لیے نکرہ لایا گیا ہے اور اجر کو اجر عظیم سے موصوف کر کے اس کی عظمت میں مبالغہ مقصود ہے میں جو لکھا تھا کیونکہ وہ اگر ایسا ہے جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا کسی کان نے نہیں سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گزرا)۔

قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے اس اخروی انعام کی آقا علیہ وسلم ﷺ کی طرف سے دنیا میں بشارت عطا فرمادی گئی۔ ڈاکٹر محمد عثمان علی صدیقی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے تقریبا پانچ ماہ قبل جولائی میں کراچی سے ایک سید زادے شاہ صاحب کا فون آیا۔ جن کا قبلہ پیر صاحب کے ساتھ پہلے کوئی تعارف نہیں تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سفید ریش بزرگ حاضر ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ماتھے اور آنکھوں پر بوسہ دیا اور فرمایا یہ میرے محمد سردار احمد کا بیٹا محمد فضل رسول حیدر ہے اور یہ بغیر حساب سے جنتی ہے۔

خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عَبد مصطفٰے

تیرے لیے امان ہے تیرے لیے امان ہے

وصال سے قبل آپ نے قبلہ پیر صاحب محمد فیض رسول صاحب سے فرمایا بیٹا فیض رسول میں موت سے نہیں ڈرتا بوقت وصال آپ کا مطمئن اور پر سکون چہرہ اعلان کر رہا تھا کہ ''شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم''

پیر طریقت، رہبرِ شریعت، شمس المشائخ، مخدومِ اہلسنّت
صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمتہ اللہ علیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

از مفتی محمد لیاقت علی رضوی (صدر مدرس جامعہ محدث اعظم)

یاخدا سر پر میرے دائم رہے فضلِ رسول
فضل کر فضلِ رسولِ باصفا
ہو کرم تیرا الٰہی اور ہو فضلِ رسول
مرشدی فضل رسول با سخا کے واسطے

وہ شخصیت کہ ابھی ہوش سنبھالا تھا کہ مسلکِ اہلسنت کی کشتی کو سنبھالنے کی بھاری ذمہ داری ان کے نازک کاندھوں پر تھی نہ گھبرائے نہ پریشان ہوئے نام بکے نہ جھکے۔ میں انتہائی جرات مندی، غیرت مندی، اخلاص اور محنت سے فکرِ رضا اور فکرِ محدث اعظم پاکستان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ترجیح و اشاعت کے لئے شب و روز ایک کردیئے۔ یقیناً آپ کی ذات اس شعر کا مصداق تھی۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

آپ کی تبلیغ کا ذکر میرے ناقص علم اور کمزور الفاظ کے احاطہ میں تو نہیں آسکتا۔ کیونکہ جہاں تک میں نے دیکھا آپ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک سراپا تبلیغ تھے۔ جو شخص آپ کی محفل میں تھوڑی دیر صدقِ دل سے بیٹھ جاتا وہ آپ کا ہو جاتا تھا۔ اور یہ سمجھتا تھا کہ حضرت صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے جتنی محبت اور شفقت مجھ سے کی ہے شاید ہی کسی سے کی ہو۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر خود بھی درود شریف پڑھا اور اپنے ہر ملنے والے کو پڑھنے کی ایسی تلقین کی کہ آپ کے پاس بیٹھنے والا ہر شخص درود شریف پڑھنے کا عادی ہو گیا۔ پھر جس شخص نے بھی بیعت کی اور آپ کا مرید ہوا آپ نے اس کی نسبت کو حضور غوث الاعظم رضی اللہ سے جوڑ دیا اور بیعت فرماتے ہی اسے سب سے پہلے پانچ وقت نماز پڑھنے کی تلقین فرمائی گئی۔ درود پڑھنے کی تلقین فرمائی اور بدعقیدہ لوگوں سے بچنے کی نصیحت فرمائی۔ کوئی شخص بھی آپ کے پاس کوئی تکلیف اور درد کی بات کرتا آپ اسے یہی فرماتے پانچ وقت نماز پڑھو درود

شریف پڑھو بس کریم کرم کرے گا۔ اور پھر آپ کی مسکراہٹ ایسی خاموش تبلیغ تھی کہ اس کو الفاظ کا جامہ کیسا پہناؤں بس جس نے دیکھا اسی نے دیکھا کہ سب غم بھول گیا۔ 2015 میں جب میں امریکہ سے واپس آیا تو وہ ویزہ جو مجھے آپ کی مخلصانہ شفقتوں اور دعاؤں سے مل گیا تھا جس کے حصول میں میرا ایک پیسہ بھی خرچ نہ ہونے دیا تھا اور ویزہ بھی "آرون،، یعنی ورک ویزہ وہ گم ہو گیا اب مجھے ویزہ گم ہونے کا تو دکھ تھا وہ لیکن میرے دل پر اس بات کی گرانی بہت تھی کہ میں آپ کے سامنے کیسے اور کیا منہ لے کر جاؤں گا۔ وہ فرمائیں گے کہ مفت کی چیز کی قدر نہیں کی اور پھر امریکہ میں ضرورت بھی بہت تھی۔ اب جب میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو میرا جسم کانپ رہا تھا کہ میں کیا جواب دوں۔ بس میرے کچھ بولنے سے پہلے انتہاء مؤثر اور پراسرار مسکراہٹ سے مجھے فرمایا مولانا آ گئے ہو۔ کوئی بات نہیں کریم کرم کرے گا۔ بس اب ویزہ گم ہو گیا ہے اپنی جان بچاؤ۔ یعنی اس خیال کو چھوڑ دو اور پریشان نہیں ہونا اور گھر میں بھی کسی قسم کی بات پریشانی والی نہیں کرنی۔ اللہ بہتر فرمائے گا۔ بس آپ کی مسکراہٹ ایسی حکیمانہ اور مؤثر تھی کہ میرا سب غم دور ہو گیا اور مجھے تب سے لیکر آج تک اپنے طور پر اس کا غم نہ دیا۔ باقی دوستوں کی کوشش اور قبلہ کی بے مول عنایت کے ضائع ہونے کا غم ضرور ہے۔ ایسا حکیمانہ اور مؤثر اندازِ گفتگو کہ ہزاروں ایسے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے دامن سے وابستہ ہوئے جو دوسرے پیروں کے مرید تھے۔ ایسے لوگوں کو آپ فی الفور مرید نہیں فرماتے تھے بلکہ ٹائم دیتے اور بار بار فرماتے جدھر تمہاری نسبت ہے ٹھیک ہے۔ آخر جب کوئی شرعی عذر لے کر آئے تو فرماتے کہ اب تو مجبوری ہے۔ اگر ایسی بات نہ ہوتی تو میں کبھی بھی مرید نہ کرتا۔ یہ سب آپ کی مؤثر حکمیانہ اور بے لوث تبلیغ کا اثر ہیں۔ آپ نے تقریباً 70 سال تبلیغ دین کا کام اندرون و بیرون ملک کیا۔ میں نے امریکہ میں بڑے بڑے پیروں اور علماء کو چندے مانگتے دیکھا۔ لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ امریکہ میں بھی چندہ دیتے۔ خطیبوں اور نعت خوانوں اور علماء کی بے حد خدمت کرتے۔ ان کو نوازتے اور آنے والے لوگوں کو اپنی جیب سے کھانا کھلاتے۔ دنیا کی محبت اور لالچ کا دور سے بھی آپ کے ساتھ واسطہ نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور دیگر ممالک میں جا کر اپنے خاص روم میں خلوت نشینی فرماتے۔ آپ لوگوں کے پاس نا جاتے بلکہ جسے ملنا ہوتا تو وہ خود ٹائم لے کر آپ کے پاس حاضر ہوتا۔ آپ کے اس بے پرواہ مگر مؤثر انداز تبلیغ سے لوگ بہت متاثر ہوتے کہ آج کے اس پر فتن اور مادہ پرستہ کے دور میں کوئی ہستی ایسی ہے کہ جسے فقط اللہ کی ذات اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت و بخشش

پر بھروسہ ہو یہ خاصہ صرف قبلہ پیر صاحب علیہ الرحمہ کا ہی تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بیرون ملک بھی آپ کے مریدوں اور چاہنے والوں کی تعداد کا کوئی شمار نہیں ہے۔ جب آپ مجھے امریکہ بھیج رہے تھے تو نصیحتوں کی کوئی لمبی چوڑی فہرست نہیں دی بلکہ حکمت بالغہ سے فرمایا مولانا بس دنیا کے پیچھے نہیں بھاگنا آرام سے بیٹھ کر کام کرنا اللہ تعالی آپ کو کمی نہیں دے گا بلکہ دنیا آپ کے پیچھے ہوگی اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کیسا انداز تھا کہ جس نے وہاں ہوتے ہوئے بھی مجھے دنیا سے دور رکھا یہ سب آپ کے اقوال زریں کا فیض تھا اور دعاؤں کی برکت تھی آپ رضی اللہ عنہ نے 1974 کی تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا اسی طرح تحریک نظام مصطفیٰ میں آپ نے اپنے اقوال و افعال اور اعمال سے ہی تبلیغ نہیں فرمائی بلکہ تبلیغ کے مرکز بھی دیے ہیں اندرون اور بیرون ممالک بیشمار مراکز آپ کی سرپرستی میں کام کرتے رہے ہیں کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ قیامت تک کرتے رہیں گے اور تبلیغ کے لیے آپ نے بہت سی تحاریک بنائیں اور چلائیں اہل سنت و جماعت کے لیے یہ نعمت عظمیٰ ہے کہ انھوں نے اپنی ظاہری زندگی مبارکہ میں ہی اس سلسلہ کو جاری رکھنے کے لیے اپنے لخت جگر نور نظر قائد ملت اسلامیہ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی دامت برکاتہم العالیہ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا آپ کی ظاہری زندگی کے تقریبا سات آٹھ سال آپ نے یہ سلسلہ جاری رکھا اور اب تک رکھے ہوئے ہیں سخاوت و عنایت تربیت و شفقت کا سلسلہ بے لاگ و حرص جاری و ساری ہے اللہ پاک آپ رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار پر لاتعداد رحمتوں کا نزول فرمائے آپ کے جانشین اور سجادہ نشین حضور قائد ملت اسلامیہ پیر طریقت رہبر شریعت صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی زید شرفہ کو لمبی اور صحت و عافیت والی زندگی عطا فرما کر اہل سنت و جماعت کو آپ کے فیض سے زیادہ سے زیادہ مستفیض فرمائے آمین ثم آمین

حضور فخر المشائخ بشارت رسول جانشین حضور محدث اعظم پاکستان علامہ محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

شیخ القرآن والحدیث محسن چکوال، پیر طریقت، رہبر شریعت علامہ پیر سید محمد زبیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق

از: پیر سید مراتب علی شاہ (صدر مدرس جامع اسلامیہ غوثیہ چکوال)

حضور فخر المشائخ بشارت رسول مجاہد ختم نبوت جانشین حضور محدث اعظم پاکستان علامہ صاحبزادہ پیر محمد فضل سول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد محترم استاد جی پیر سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق دیرینہ اور نہ ٹوٹنے والا تھا چونکہ شائخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کا جامع مظہر اسلام فیصل آباد میں دینی تعلیم کے لئے جانا ایک تائید غیبی تھا اور حضور محدث اعظم علامہ ابوالفضل سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی نظر عنایت بھی تھی اس لیے حضور فخر المشائخ قبلہ استاد جی پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔ اور قبلہ استاد جی علامہ پیر سید محمد زبیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضور فخر المشائخ دونوں دوستوں کی طرح تھے۔ حضور شیخ القرآن، قبلہ شمس المشائخ سے بہت عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے وجود مسعود کو اپنے استاد حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وجود ہی سمجھتے تھے۔ آپ کی کوئی بات نہ ٹالتے بلکہ حکم سمجھ کر اس پر من وعن عمل فرماتے تھے۔ اس حوالہ سے حضور شیخ القرآن کے مرض وصال کا واقعہ ان دونوں حضرات کی محبتوں کا ثبوت ہے۔ قبلہ استاد جی رحمتہ اللہ علیہ کو عرصہ دراز سے شوگر کی تکلیف تھی جس کی وجہ سے آپ گردوں کے عارضہ کی وجہ بتلا ہو گئے تھے مگر آپ نے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اسی دوران طبیعت زیادہ خراب ہوگی اس وجہ سے آپ اس وجہ سے آپ اپنے آبائی گاؤں لنگر شریف ضلع اٹک منتقل ہو گئے۔ حضور فخر المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کو جب آپ کی شدید بیماری کا علم ہوا تو آپ بیمار پرسی کے لئے آپ کے گاؤں لنگر شریف تشریف لائے ہم نے حضور شیخ القرآن سے عرض کیا کہ آپ گردوں کا آپریشن کروائیں مگر آپ ٹالتے رہے لیکن جب حضور فخر المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے ہماری تائید فرمائی اور قبلہ استاد جی کو کہا کہ آپ آپریشن کروائیں تو استاد جی نے اپنے استاد زادے کی بات پر لبیک کہا اور آپ آپریشن پر راضی ہو گئے۔ حضور فخر المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کی

رائے پر آپ راولپنڈی ہسپتال میں منتقل کیا گیا اور وہاں آپ کا آپریشن ہوا۔

قبلہ استاد جی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ غوثیہ کے تمام اہم پروگراموں میں حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کو ہی مدعو کیا کرتے تھے اور بلکہ اگر فیصل آباد شریف کے آستانے کا کوئی فرد بھی چکوال آتا تو اس کو خوب اہمیت دیتے تھے۔ زمانہ طالب علمی میں چونکہ قبلہ استاد جی رحمۃ اللہ علیہ کا اکثر وقت حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزرا تھا اس لیے آپ حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حد درجہ محبت فرماتے تھے اس لیے راقم الحروف کو بیعت بھی حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ سے ہی کروایا اور اکثر جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال میں جب آپ کا آنا ہوتا تو محبین کو آپ سے ہی بیعت کرنے کا فرماتے۔

4 محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک جب قبلہ استاد جی کا انتقال ہوا جیسے ہی حضور فخر المشائخ کو استاد جی کے وصال پر ملال کی خبر ملی آپ فوراً فیصل آباد شریف سے روانہ ہوئے اور لنگر شریف تشریف لے آئے۔ شاہ صاحب کے وصال کی وجہ سے آپ کی کیفیت عجیب تھی کیوں کہ آپ کا شاہ صاحب سے قلبی تعلق تھا۔ آپ نے نماز جنازہ کے حوالے سے بھی حکم دیا کہ قبلہ شاہ جی کا جنازہ مولانا حافظ محمد شفیع صاحب رضوی فیصل آباد پڑھائیں گے اس پر عمل کیا گیا۔

حضور شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت جامعہ اسلامیہ غوثیہ چکوال اور اس کے متوسلین سے اسی طرح قائم رہی۔ آپ کے وصال کے بعد قبلہ پیر صاحب اسی طرح آپ کے شہزادوں اور آپ کے تلامذہ سے محبت فرماتے رہے۔ جب تک حضور فخر المشائخ کی طبیعت بہتر رہیں آپ ہر موقع پر چکوال تشریف لاتے رہے اور ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔

آپ کی قبلہ استاد جی کے صاحبزادگان سے محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپ نے تحریک اہل سنت کی بنیاد رکھی تو اس کی صدارت آپ نے میرے برادر اکبر جانشین حضور شیخ القرآن علامہ پیر سید ریاض الحسن شاہ صاحب کے حوالے کر دیں اور اپنی محبت کا اظہار فرمایا۔ برادر اکبر علامہ پیر سید ریاض الحسن شاہ صاحب بھی آپ کی دی ہوئی ذمہ داری کو بطریق احسن نبھا رہے ہیں اور تحریک اہل سنت ملک پاکستان کے طول و عرض میں پھیل رہی ہے۔

میرے برادرِ اکبر جانشین حضور شیخ القران علامہ پیر سید ریاض الحسن شاہ صاحب نے جب بلکسر کے قریب جامعہ شیخ الحدیث کی بنیاد رکھی تو اس علاقے کا جو نام تجویز فرمایا وہ حضور فخر المشائخ صاحبزادہ محمد فضل رسول

حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت سے رضا نگر ہے جہاں محمد فیضان حضور محدث اعظم پاکستان جاری ہے۔
یہ غالباً دسمبر 2002 کی بات ہے کہ قبلہ استاد جی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد علامہ محمد رفیق احمد رضوی اور علامہ محمد سلیم چشتی حضور فخر المشائخ کی بارگاہ میں بھی حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم چکوال کے گاؤں بکھاری کلاں بچیوں کا ایک مدرسہ بنانا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ اپنے دست اقدس سے اس مدرسے کا سنگ بنیاد رکھیں قبلہ حضور المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے طبیعت کی ناسازی کا باعث انکار فرما دیا کہ میں سفر نہیں کر سکتا۔ لیکن جب علامہ محمد رفیق احمد رضوی نے عرض کی کہ مولانا محمد سلیم چشتی حضور شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور یہ ادارہ بھی حضور شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان ہے تو آپ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں ضرور آؤں گا۔ پھر آپ نے خود ہی 13 جنوری 2003 کی تاریخ دے دی۔ 13 جنوری 2003 اہلیان بکھاری کلاں کے لیے ایک یادگار دن تھا جب بشارت رسول فخر المشائخ جانشین حضور محدث اعظم پاکستان علامہ پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے بکھاری کلاں میں جامعہ سیدہ آمنہ للبنات کا سنگ بنیاد رکھا جہاں آج بھی فیضان حضور محدث اعظم پاکستان کا فیضان حضور شیخ القرآن جاری وساری ہے۔
حضور فخر المشائخ سیدی و مرشدی جانشین حضور محدث اعظم پاکستان ابوالفیض پیر محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ جب داعی اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے تو پورے پاکستان میں بلکہ بیرون ممالک میں بھی ایک کہرام مچ گیا اس کے ساتھ ساتھ علماء اہلسنت کی نظر اس بات پر تھی کہ آج حضور فخر المشائخ کے جنازہ کی امامت کی سعادت کسے حاصل ہوتی ہے۔ یقیناً آپ کے جنازے کی امامت ایک بہت بڑی سعادت تھی۔ پھر دنیا نے دیکھا کہ یہاں بھی حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اور میرے والد گرامی قبلہ استاد جی سید محمد زبیر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی محبت نے اپنا رنگ دکھایا اور جانشین حضور فخر المشائخ صاحبزادہ والا شان علامہ پیر محمد فیض رسول صاحب مدظلہ العالی نے میرے برادر اکبر جانشین حضور شیخ القرآن صدر تحریک اہل سنت علامہ پیر سید ریاض الحسن شاہ صاحب کو حکم فرمایا کہ حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے جنازہ کی امامت عطا فرمائیں گے یہ عظیم سعادت ہمارے حصے میں آئی۔
جانشین حضور فخر المشائخ پاسبان فکر رضا دردمند اہلسنت صاحبزادہ محمد فیض رسول رضوی مدظلہ العالی راقم الحروف سے بہت محبت کا اظہار فرماتے ہیں اور عرس محدث اعظم پاکستان کے موقع پر آخری نشست میں

مجھ سے بیان کروانا پسند فرماتے ہیں اور خوب حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ دعا ہے کہ ان دونوں گھرانوں کا تعلق تا قیامت قائم رہے اور حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ حضور فخر المشائخ رحمۃ اللہ علیہ اور حضور شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کا فیضان تا قیامت جاری رہے اور ان سب کی قبر پر اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے صدقے کروڑوں رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین ثم آمین،

خوشبوئے حضور محدث اعظم پاکستان

پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ

از قلم: مولانا طیب رضا رضوی (ڈویژنل صدر تحریک اہلسنت پاکستان راولپنڈی)

ہماری کائنات کائنات تغیرات ہے۔ فقط وہی افراد جریدہ عالم پر نقش دوام چھوڑ جاتے ہیں۔ جو تند و تیز آندھیوں میں بھی صداقت کے چراغ روشن رکھتے ہیں اور جب بھی ضرورت پڑے تو کاسہ کو فصیل شب پر چن دیتے ہیں۔ انہیں ہمہ جہت شخصیت میں سے ایک جانشین حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ مخدوم المشائخ سالار تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم قاسم فیض رضا الحاج صاحبزادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی گرانقدر دینی و ملی خدمات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد رکھنے والے اور اس تحریک کو منطقی انجام تک پہنچانے والی شخصیت آپ ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استقامت کی گواہی تو اغیار بھی دیتے ہیں۔ اس ضمن میں صوفی عبدالحمید وارثی بیان کرتے ہیں (راولپنڈی والے) کہ راولپنڈی کینٹ کے علاقہ ڈیری حسن آباد میں واقع جامع مسجد شیخیاں کے خطیب مولوی اکرم ہمدانی دیوبندی نے کہا کہ وارثی صاحب تحریک ختم نبوت کے دوران میں فیصل آباد میں خطیب تھا۔ ایک دفعہ قبلہ قاضی فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ کی قیادت میں ایک عظیم الشان ریلی نکالی گئی جس میں ہزار ہا شرکاء نے شرکت کی حکومت وقت نے بدترین حملہ کر دیا شدید ترین آنسو گیس اور لاٹھی چارج کیا سینکڑوں لوگ زخمی ہوئے اور شرکائے ریلی منتشر ہو گے لیکن قائد تحریک ختم نبوت استقامت کے ساتھ کھڑے رہے آپ رحمۃ اللہ علیہ پر اتنا تشدد ہوا کہ پورا جسم زخموں سے چور ہو گیا اور خون بہت زیادہ بہہ گیا یہاں تک کہ رپورٹ یہ کیا گیا کہ آپ شہید ہو گئے ہیں لیکن پائے استقامت متزلزل نہ ہوئے۔

الفضل ما شہدت بہ الاعداء

حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے عہد سے آپ کے گھرانے کی خصوصی شفقتیں اہلیان راولپنڈی کے ساتھ ہیں۔ شہر راولپنڈی میں کثیر تعداد میں وہ شخصیات ہیں جو آپ کے فیض یافتہ ہیں اور یہ سلسلہ جانشین حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ مرشدی شمس المشائخ کے دور میں بھی جاری

رہا۔آپ رحمتہ اللہ علیہ ہرتھوڑے عرصے بعد راولپنڈی تشریف لاتے اور بڑے اجتماعات کانفرنسز اور سیمینار کی صدارت فرماتے تھے بعد ازاں کسی مرید کے ہاں تشریف فرما ہوتے اور اپنے مریدین سے ملاقات فرماتے مریدین اور عوام اہلسنت کے مسائل سنتے عقائد کی پختگی اور اعمال کی اصلاح کا درس دیتے رہے دیتے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ کا ہر ارادت مند یہ تصور کرتا ہے کہ میرے شیخ سب سے بڑھ کر مجھ پر شفقت کرفرماتے ہیں۔طویل سفر تھکاوٹ اور انتظار کے بعد بھی جب مرشد گرامی کی دل موہ لینے والی مسکراہٹ دیکھتے تو پل بھر میں ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی۔پریشانی میں مبتلا جو شخص بھی حاضر خدمت ہوتا آپ توجہ سے سارا مسئلہ سماعت فرماتے اور اکثر کثرت سے درود پڑھنے کی تلقین فرماتے اور فرماتے کریم کرم کرے گا۔اس جملے کے بعد قلبی کیفیت یہ ہوتی کہ آپ کے اس جملہ فرماتے ہی تمام پریشانیاں دور ہو جاتی تھیں۔آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ساری زندگی اپنے آپ کو مخفی رکھا کبھی بھی اپنی تعریف اور کرامت کے ذکر کو پسند نہیں فرمایا اپنے مریدین کو تربیت پر ہمیشہ خصوصی توجہ فرمائی۔راقم ایک مرتبہ اپنے برادر طریقت مولانا محمد رضا قادری (جہلم) کے ہمراہ 2014 میں حاضر خدمت ہوا۔آپ بوجہ علالت اپنے حجرے میں تشریف فرما تھے۔شرف باریابی عطا ہوا تو آپ نے استفسار فرمایا کہ آپ حضرات خطبہ جمعہ اور واعظ میں ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسئلہ بیان کرتے ہیں عرض کیا جی حضور فرمانے لگے وہ روایتی باتیں ہیں جو رد قادیانیت میں کی جانے لگی ہیں وہ درست نہیں۔واعظین مرزا قادیانی کے لطیفے سنا کر اپنی گفتگو مکمل کر دیتے ہیں۔اس مسئلے کا قرآن وسنت کی روشنی میں مکمل رد ضروری ہے اور نصیحتاً فرمایا کہ یہ کتابیں لے جایئے ان سے مطالعہ کر کہ مسئلہ ختم نبوت بیان کیجیے۔یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خانوادہ محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ کا کم وبیش سات دہائیوں سے اہلیان راولپنڈی سے تعلق ہے آج تک کبھی اس خانوادے نے نہ کبھی سفری اخراجات یا نذرانوں کا تقاضا کیا ہے نہ اس مد میں کچھ بھی وصول کیا اور نہ ہی کسی بھی عقیدت مند پر بوجھ بنے۔قائد ملت اسلامیہ جانشین شمس المشائخ پیر قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی حفظہ اللہ تعالی آج بھی اس اصول پر قائم ہیں۔مرید محدث اعظم پاکستان رحمتہ اللہ علیہ جناب ڈاکٹر محمد اسلم قادری رضوی صاحب (اسلام آباد) فرماتے ہیں کہ حضرت شمس المشائخ رحمتہ اللہ علیہ نے بڑی سختی کے ساتھ اپنی حقیقت کو چھپا رکھا تھا میرے ساتھ گہرے مراسم ہونے کے باوجود برس ہا برس تک مجھ پر اپنی حقیقت اشکارنہ ہونے دی یہاں تک کہ وصال محدث اعظم پاکستان کے تقریباً بیس پچیس برس

بعد کا واقعہ ہے کہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے اطلاع بھجوائی کے وہ بمع حاجی فضل کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ آج رات میرے پاس تشریف لائیں گے۔اس وقت میری رہائش راولپنڈی میں تھی بندہ ساری رات باہر والے کمرے میں بیٹھا چشم براہ رہا یہاں تک کہ مجھے آؤنا لیں میں نے دیکھا کہ وہ تو تشریف نہیں لائے لیکن محدث اعظم پاکستان خود تشریف لے آئے ہیں اور فرماتے ہیں محمد اسلم ہم آپ کو شعر دیتے ہیں میں نے سمجھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کوئی شعر لکھنا چاہتے ہیں۔میں نے کاغذ قلم پکڑا اور فوراً ہی میری آنکھ کھل گئی اور اگلی صبح ہی بندہ ناچیز فیصل آباد کے لیے روانہ ہو گیا وہاں دیکھا کہ قبلہ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے کتب خانے میں تشریف فرما ہیں اور مجھے دیکھتے ہی فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ابو جان رحمۃ اللہ علیہ کے سر کے بال مبارک ہیں ہم وہ آپ کو دیتے ہیں اور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے مقدس بال (شعر) مجھے خوبصورت لٹ کی صورت میں عطا فرمائے یعنی رات کو خواب میں محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے جس تحفے کا ذکر فرمایا صبح شہزادہ محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وہی تحفہ مجھے عنایت فرمایا اور یہی تحفہ میری دنیا اوع آخرت کے لئے قیمتی اثاثہ ہے۔ان میں سے چند بال ہر وقت میرے پرس اور سر کی ٹوپی میں رہتے ہیں۔میں جدھر جاتا ہوں میرے مقاصد میرے لئے چشم براہ رہتے ہیں اور یہ قبر میں بھی انشا اللہ سکون اور راحت کا باعث بنیں گے۔یعنی تھوڑی سی دیر ان کی راہ میں آنکھیں بچھانے کے بدلے دنیا و آخرت کے لیے اتنا بڑا تحفہ نصیب ہو گیا۔اسی توسط سے محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے شہزادہ محدث اعظم کا راز مجھ پر آشکار ہوا۔پھر ایک مرتبہ میری آنکھوں میں کالا موتیا اتر آیا ہے اور ہمارے ہسپتال کے ڈاکٹروں نے کہا سوائے آپریشن کے کوئی چارہ نہیں لہذا آپریشن کے لئے میں ہسپتال داخل ہو گیا اور اسی سے متعلقہ ضروری ٹیسٹ شروع ہو گئے۔حضرت شمس المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت امریکہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے پاس میرے گھر کا پی ٹی سی ایل نمبر تھا۔ میرے گھر فون کر کے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے موبائل نمبر لیا پھر مجھے فون کر کے فرمایا ڈاکٹر صاحب آپریشن کی کوئی ضرورت نہیں ہے انشاء اللہ سب ٹھیک ہو جائے گا لہذا بندہ ڈاکٹروں کے اصرار کے باوجود حکم تکمیل کرتے ہوئے سب کچھ چھوڑ کر گھر آ گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اللہ رب العزت نے بغیر آپریشن کے ہی شفا عطا فرما دی۔ایک مرتبہ صوفی حاجی فیض محمد قادری مرحوم مرید محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عزیزہ ملک ذاکر صاحب کی زوجہ کو قبلہ پیر صاحب کا مرید کروایا۔بعد از بیعت قبلہ

پیر صاحب نے نصیحت فرمائی کے آپ نے اپنے بیٹے کو حافظ قرآن بنانا ہے عرض کیا گیا کہ حضور ان کا بیٹا تو کوئی نہیں ہے صرف بیٹیاں ہی ہیں تو قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ بیٹے عطا کرے گا بیٹا نہیں بلکہ بیٹے فرمایا چنانچہ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالی نے انہیں دو بیٹے عطا فرمائے اور وہ دونوں ہی حافظ قرآن بنے۔علامہ ظفر محمود فراشوی خطیب اعظم برطانیہ کے برادر اصغر راجہ مبین الاسلام بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ المشائخ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال سے کچھ عرصہ قبل ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو برادر اکبر علامہ ظفر محمود صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے اس بھائی کی چار بیٹیاں ہیں دعا فرمائیں کہ اللہ اسے بیٹا عطا فرمائے آپ نے مجھے تھپکی دی اور فرمایا کہ اللہ تمہیں بیٹا دے گا۔یہ ہماری اور قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی آخری ملاقات تھی۔ پھر آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالی نے مجھے اولاد نرینہ عطا فرمائی۔راولپنڈی میں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے سینکڑوں خاندان مرید ہیں اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کے کمالات و برکات جن کا اظہار اہلیان راولپنڈی پر ہوا ان کا احاطہ محال ہے۔خطہ پوٹھوہار میں تمام داعیان افکار رضا بالواسطہ یا بلاواسطہ آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے فیض یافتہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرس امام اعظم و محدث اعظم کے موقع پر بھی قبلہ پیر صاحب اہلیان راولپنڈی سے خصوصی شفقت فرماتے۔ڈاکٹر محمد شیراز القادری اور ڈاکٹر اصغر علی رضوی آف راولپنڈی دو دہائیوں سے زائد عرصہ عرس امام اعظم و محدث اعظم رضی اللہ تعالی عنہم کے موقع پر فری میڈیکل کیمپ کا اہتمام کرتے جس کا افتتاح قبلہ پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے خود فرماتے اور دعائیں دیتے۔راقم کو یہ بھی عظیم سعادت حاصل ہوئی کہ اگست 2011 میں مدینہ منورہ میں باب جبریل کے پہلو میں مرشد کریم کی معیت میں بارگاہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔

''یا خدا سر پر میرے دائم رہے فضل رسول فضل فضل الرسول باصفا کے واسطے''

تحریک ختم نبوت صلی وسلم ہو تحریک نظام مصطفیٰ ہو یا جمعیت علماء پاکستان قبلہ پیر صاحب نے ہمیشہ ان تحاریک کی کامیابی میں کلیدی کردار ادا کیا اور پرچم اہل سنت کو ہر صورت سربلند کیا۔انجمن فدایان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پلیٹ فارم سے اہل سنت کے عقائد و نظریات کی بھرپور ترویج و اشاعت فرمائی جنرل مشرف کے دور میں وطن عزیز میں جب دہشت گردی کی لہر اٹھی تو شہر شہر دھماکے ہونے لگے مساجد خانقاہ تعلیمی ادارے کچھ بھی محفوظ نہ تھا۔بدبختوں نے جب سید داتا علی ہجویری کے دربار مقدسہ کا نشانہ

بنایا۔ یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ حضور محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ اور حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لاڈلے غلام ہیں اسی سبب سے خانوارہ محدث اعظم پاکستان کو ان دو شخصیات سے خاص نسبت حاصل ہے۔ چنانچہ جب دہشت گردی عروج پر تھی اس وقت ایوان اقتدار سیاسی جماعتوں اور مذہبی زعما میں خوف کی فضا تھی۔ اس ماحول میں سب سے مضبوط اور مستحکم آواز آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے بلند ہوئی اور نومبر 2011 کو اسلام آباد کے کنونشن سینٹر میں ملک بھر کے مذہبی وسیاسی جماعتوں کے قائدین خانقاہوں کے سجادگان اور مقتدر علماء ومشائخ کو جمع کر کے دہشت گردی کے خلاف اہل سنت کا ایک مثالی اتحاد قائم کیا اور بعد ازاں اہلسنت کی ترجمان تحریک اہلسنت پاکستان کی بنیاد رکھی۔ آپ علیہ رحمہ کی طرز پر آج بھی شہزادہ شمس المشائخ قبلہ پیر قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی حافظہ اللہ تعالی کی خصوصی شفقت اہلیان راولپنڈی کے شامل حال ہیں۔ بالخصوص لالکرتی فیضان محدث اعظم علیہ الرحمہ کا مرکز ہے۔ لالکرتی کینٹ صدر راولپنڈی کی جامع مسجد میں مولانا مطیع الرضا خان رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا شیر محمد رضوی رحمتہ اللہ علیہ وہ قابل ذکر شخصیات ہیں اور اب جامعہ محدث اعظم کے فاضل مولانا محمد ایوب رضوی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

یا الٰہی سر در احمد پہ ہو وقت اجل
مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے

تحریک ختم نبوت کے حوالے سے حضور شمس المشائخ کا کردار

از قلم: مولانا حافظ اسد رسول مصطفائی

22 مئی کو نشتر میڈیکل ملتان کے تقریبا 100 طلباء سیاحت کی غرض سے پشاور جا رہے تھے تو جب ٹرین ربوہ اسٹیشن پر پہنچی حسب سابق مرزائیوں کے چند افراد نے اسٹیشن کی بوگیوں کے اندر اپنے مذہب کا لٹریچر بانٹنا شروع کیا تو جب طلباء کے ڈبے میں لٹریچر تقسیم کرنے لگے تو چند غیور طلباء نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا بحث وتکرار بڑھا تو ان طلباء نے بطور احتجاج اسیدی ومرشدی یا نبی یا نبی اور ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگانا شروع کر دیے ماحول کو خراب ہوتے دیکھ کر اسٹیشن ماسٹر نے سگنل گرا دیا تو ٹرین آگے کی جانب رواں ہوگی جب یہ خبر مرزائیوں کے بڑے ذمہ داران کو پہنچی تو انہوں نے اس واقعہ کو اپنی بے عزتی سمجھا انہوں نے پتا کروایا تو معلوم ہوا کہ چناب ایکسپریس پشاور سے ہو کر 29 مئی کو دوبارہ واپس یہاں سے گزرے گی چنانچہ انہوں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت گاڑی کی آمد سے پہلے تقریبا تین ہزار افراد لاٹھیوں کلہاڑیوں ہاکیوں خنجروں اور آتشی اسلحہ سمیت ربوہ پلیٹ فارم پر جمع ہوگ ؟ جب گاڑی ربوہ سے پہلے لالیاں اسٹیشن پر پہنچی تو وہاں کے قادیانی اسٹیشن ماسٹر نے اپنے ہم عقیدہ ربوہ کے اسٹیشن ماسٹر کو طلباء کی بوگی کی نشاندہی کردی اور تیاریوں کو مستعد کرنے کے لئے گاڑی کی روانگی میں تاخیر کی پھر جب گاڑی اسٹیشن پر پہنچی تو ان ہزار ہا افراد نے طلباء کی بوگی پر حملہ کر دیا طلباء نے وحشیانہ ہجوم کو دیکھ کر بوگی کے دروازے بند کر دیے اور کھڑکیاں مقفل کر دیں لیکن مرزائی درندوں نے دروازے اور کھڑکیاں توڑ ڈالیں اندر گھس کر طلبا پر بری طرح تشدد کیا جس سے 30 سے زائد طلبا شدید زخمی ہوگ ؟ حتی کہ بوگی کو آگ لگانے کے درپے ہوگئے ربوہ کے اسٹیشن ماسٹر نے سگنل ہونے کے باوجود گاڑی کو چلنے نہیں دیا اور قادیانیوں کی حوصلہ افزائی کرتا رہا نوائے وقت کے نامہ نگار کی رپورٹ کے مطابق مرزائیوں کے 50 سے 60 افراد سرگودھا سے اس ٹرین میں سوار ہوگئے ان حملہ آوروں نے تعلیم الاسلام کالج کے طلباء جماعت احمدیہ کے ذمہ داران اور کئی ایک قصر خلافت کے معتمدین شامل تھے انہوں نے نہ صرف طلباء پر تشدد کیا بلکہ سامان وغیرہ بھی چھین لیا اور مال غنیمت کے طور پر لے گئے جب گاڑی لائل پور اسٹیشن پر پہنچی اور اس واقعے کی اطلاع جگر گوشہ محدث اعظم پاکستان صاحبزادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی علیہ الرحمہ کو پہنچی

تو ایک طوفان برپا ہو گیا آپ جامعہ رضویہ مظہر اسلام کے تمام اساتذہ اور طلبا ئسمیت فورا اسٹیشن پر پہنچے زخمیوں کو سول ہسپتال منتقل کیا عوام اہلسنت نے فوراچوک گھنٹہ گھر میں احتجاج کی کال دی تو ایک گھنٹہ کے اندر پورالائل پور شہراس ظلم و بربریت کے خلاف سراپہ احتجاج بن گیا صاحبزادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمتہ اللہ علیہ نے ریلوے حکام ڈپٹی کمشنر اور پولیس سپریڈنٹ سے اس واقعے کی فورا قانونی کارروائی کرنے کا مطالبہ کیا لائل پور کے علماء اور مقامی انتظامیہ نے عوام کے جذبے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی اس واقعہ کی اطلاع جب ملتان پہنچی تو اپنے ساتھی طلباء پر تشدد کا سن کر دوسرے طلباء کو سخت غصہ آیا انہوں نے قادیانی طلباء کو نرغے میں لے کر طارق ہاسٹل اور ابن سینا ہاسٹل سے باہر نکال کر ان کے سامان کو آگ لگا دی مبشر میڈیکل ہال شرستان ہوٹل پر حملہ کر دیا رات کو صاحبزادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے زخمیوں کو بنیادی طبی امداد دینے کے بعد ملتان کی جانب رواں دواں کیا تو آپ نے اس واقعہ پر مشاورت کے لیے کراچی میں مولانا عبدالمصطفی ازہری مولانا نصر اللہ افغانی اور دیگر احباب سے رابطہ کیا اور واقعہ پر اگلے دن احتجاج کی مشاورت کی اندرون سندھ سے صاحبزادہ پیر آف پگارہ سے رابطہ کیا کیا اسی طرح ملتان میں سید عبداللہ شاہ سید احمد سعید شاہ کاظمی سے رابطہ ہوا لاہور میں عبدالستار خان نیازی صاحب مفتی عبدالقیوم ہزاروی صاحب اور مولانا شمس الزماں قادری صاحب سے رابطہ ہوا اور راولپنڈی اور چکوال میں سید زبیر شاہ صاحب اور سید حسین الدین سے رابطہ ہوا آپ نے بہت سارے صحافی حضرات سے بھی رابطہ کیا جس کا ذکر شورش کاشمیری نے مدیر چٹان کے سلسلہ میں اپنی کتاب میں بیان کیا اگلے دن 31 مئی کو تمام احباب نے قبلہ سے صاحبزادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کی آواز پر لبیک کہا 30 مئی کو سانحہ ربوہ کے حوالے سے اخبارات کے ذریعے یہ خبر ملک کے کونے کونے تک پہنچی تو پورے ملک کے اندر مرزائیت کے خلاف ایک طوفان برپا ہو گیا اور پورا پاکستان سراپہ احتجاج بن گیا۔ تمام صوبے میں 30 مئی کو ربوّہ کے واقعہ پر زبردست مظاہرے ہوئے۔ اکثر شہروں میں مکمل ہڑتال ہوئی کئی جگہ قادیانیوں کے متعدد مکانوں اور دکانوں کو نذر آتش کیا گیا۔

پولیس نے اکثر جگہ لاٹھی چارج کیا۔ اور آنسو گیس پھینکی اور بعض جگہ فائرنگ کی جس سے کئی افراد زخمی ہو گئے۔ بعض شہروں میں اکثر مظاہرین گرفتار کیے گئے۔ ہر جگہ ربوّہ کو کھلا شہر اور مرزائیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا حکومت سے کہا گیا کہ اس سانحہ کی عدالت عالیہ کے کسی جج سے تحقیقات کرائی

جائے۔

سرگودھا میں تمام کاروبار بند رہا تاجر، طلباء، مزدور اور شہری سڑکوں پر نکل آئے پتھراؤ کیا گیا۔

انہوں نے اپنی دکانوں سے ہجوم پر فائرنگ کی۔ بعض طلباء کو پکڑ کر حبس بے جا میں رکھا۔ زدکوب کیا اور شدید زخمی کر دیا۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کے وکلاء نے سانحہ ربوہ کے خلاف زبردست احتجاجی جلوس نکالے گئے۔ جس کی قیادت صاحبزادہ پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی نے کی آپ کے ہمراہ دوسرے رہنماؤں نے مختلف احتجاجی اجتماعات سے خطاب کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ سانحہ ربوہ کے تمام مجرموں کو گرفتار کرے اور قرار واقعی سزا دلوائے۔

ورنہ حالات کی ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔ پولیس نے ربوہ اسٹیشن پر حملہ کرنے والے 70 قادیانیوں کو علامتی طور پر گرفتار کر کے سرگودھا جیل میں بھیج دیا۔ مرزائیوں کے پانچ افراد نے سرگودھا میں مظاہرین پر فائرنگ کی۔ جس کے نتیجہ میں حالات مزید خراب ہوگئے

تمام شہروں میں سخت تشویش کی ایک لہر پھیل گئی۔ راولپنڈی شہر کے تمام بازار اور منڈیاں بند ہوگئیں صدر بازار کے دوکاندار بھی سراپا احتجاجی ہو گئے۔ فائرنگ کے جواب میں شاہراہ پہلوی پر قادیانیوں کے مرکز نور اور انکے دارالمطالعہ پر تقریباً ڈیڑھ سو لڑکوں نے دھاوا بول دیا۔ اس کے لٹریچر اور فرنیچر کو آگ لگا دی گئی۔ لائلپور میں مکمل ہڑتال رہی ایک زبردست ہجوم نے کئی ایک ٹکڑوں میں بٹ کر مرزائیوں کی دکانوں کا سامان نذر آتش کر دیا۔ تمام کالجوں، سکولوں اور زرعی یونیورسٹی کے طلباء نے کلاسوں کا بائیکاٹ کیا۔ ہجوم نے مرزائیوں کی بعض بڑی بڑی دکانوں کو جلا دیا۔ اکثر جگہ پولیس سے ٹکراؤ ہوا۔ بعض دکانوں میں مظاہرین نے لوٹ لیں۔ تمام شہر میں سکیورٹی پولیس اور ڈسٹرکٹ پولیس گشت کرتی رہی۔ مظاہرین نے اپنے احتجاج واقدام میں مستعد مشتعل رہے۔ ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن میں عدالتوں کا بائیکاٹ کرنے اور احتجاجی جلوس نکالنے کا فیصلہ کیا۔ تمام سیاسی، دینی اور قومی جماعتوں نے میزائیوں کو مسلمانوں سے الگ کئے جانے کا مطالبہ دُہرایا اور حکومت پر زور دیا کہ وہ اُنہیں جارج از اسلام قرار دینے کا دیرینہ مطالبہ فوری طور پر قبول کریں

اور میزائیوں سے متعلق مسلمان کے متفقہ فیصلہ پر صادر کیا بعد ازاں۔ آپ کی قیادت میں ایک زبردست جلوس نکالا گیا، جو حبیب بنک کی بڑی بلڈنگ کے سامنے پُرامن طور پر ختم ہوگیا۔

پولیس نے مظاہرہ کرنے کی بناء پر چالیس افراد کو حراست میں لے لیا جن میں زیادہ تر طلبہ ہیں۔ میزائیوں کی بہت تعداد بھاگ کر ربوہ چلی گئی ہے۔ ضلع کے تمام بڑے قصبوں مثلاً ٹوبہ ٹیک سنگھ، گوجرہ، کمالیہ، سمندری، جڑانوالہ، چک جھمرہ وغیرہ میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے۔

بعدازاں صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی نے علمائکرام سیاسی اور سماجی شخصیات اور تاجر حضرات کا ایک بھرپور اجلاس طلب کیا اور ختم نبوت تحریک کے ہراول دستہ کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ مزید احوال آئندہ مجلّہ میں شامل کیے جائیں گے۔

فیصل آباد؛ جانشین محدث اعظم پاکستان پیر قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کے چہلم کے موقع پر صاحبزادہ پیر قاضی محمد فیض رسول رضوی، مفتی ضیب الرحمٰن، کوکب نورانی، صاحبزادہ حامد سعید کاظمی، سید سعید الحسن شاہ منسٹر اوقاف، صاحبزادہ محمد فیض رضا رضوی، ظفر محمود بگراشوی، سید ریاض الحسن شاہ، غلام قطب الدین فریدی، سید عرفان شاہ مشہدی، سید نوید الحسن شاہ مشہدی، اکرام المصطفیٰ اعظمی، سید شبیر حسین شاہ، مولانا ریحان امجد نعمانی، صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، صاحبزادہ حامد رضا، سید ارشد القادری الکاظمی، میاں خلیل احمد شرقپوری، مولانا ضیاء اللہ قادری، مولانا جنید رضا عطاری، مولانا فاروق القادری، سید سعید الحسن شاہ، مفتی باغ علی رضوی، محمد زبیر قادری، ایم این اے میاں فرخ حبیب، ایم این اے راجہ ریاض احمد، ایم پی اے شکیل شاہد، ایم پی اے میاں محمد طاہر جمیل، ایم پی اے میاں وارث، اے کی ایوب بخاری، خالد سعید، محمد ایاز لاشاری، اسلم بھلی ودیگر موجود ہیں
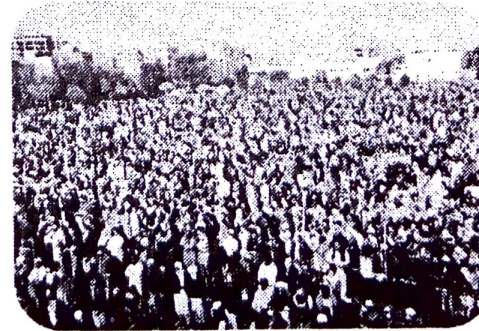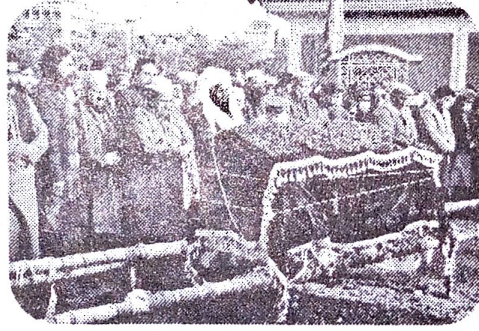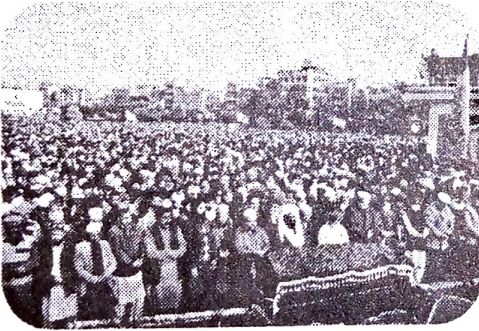
حضور شمس المشائخ تاریخ کے آئینہ میں

از قلم: حافظ محمد عمر نظامی (لیکچرر گیریژن کالج لاہور)

سرزمین ہند سے جنم لینی والی مجاہد تحریک ختم نبوت، مخدوم اہلسنت، شمس المشائخ، جانشین محدث اعظم پاکستان، ابوالفیض پیر طریقت قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کہ جن کی ذات بابرکات کے لیے عبقری کا سا کوہ پیکر اور بے کراں لفظ ابتکاری جامعیت کے لیے پرکاہ سا لگتا ہے۔ آپ کی شخصیت فکر، تحقیق، مذہبی و ملی خدمات، تصوف اور دیگر کارہائے نمایاں کے علاوہ کئی پہلوؤں پر جس قدر بھی لکھا جائے کم ہے۔

آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں شریعت وطریقت کے تمام امور کوراہ اعتدال پر رکھتے ہوئے زندگی لمحہ بالمحہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بسر کیا۔ ہمیشہ طلب خیر کو تمام تر معاملات میں مقدم رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی پہلی دفعہ زیارت کرنے کے بعد میرے ذہن میں صوفی حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانی کی یہ خوبصورت رباعی آئی۔

دانستنِ علمِ دین شریعت باشد
چون در عمل آوری، طریقت باشد
گر علم و عمل جمع شود با اخلاص
از بہرِ رضای حق، حقیقت باشد

دین کے علم سے واقف ہونا شریعت کہلاتا ہے اور اس پر عمل کرنا طریقت . جب علم اور عمل خالص اللہ کی رضا کیلیے اکٹھے ہو جائیں تو اسے حقیقت کہتے ہیں۔

ایک طرف تو آپ شریقت وسلوک کے اعلی درجے پر متمکن نظر آتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ اس نیر تاباں کی ساری عمر ہمیں جہد مسلسل سے عبارت نظر آتی ہے۔ بچپن سے لڑکپن تک صرف ونحو، منطق وفلسفہ، حدیث و فقہ پر مہارت تامہ کے بعد آپ نے بطور جانشین محدث اعظم پاکستان ایسی خدمات انجام سرانجام دیں کہ انسانی عقل وفہم ورطہ حیرت میں گم ہے۔ درج میں چند ایک مثالیں اس پر دال ہیں۔ مملکت خداد پاکستان میں آپ وہ واحد شخصیت ہیں کہ جنہوں نے جنرل ایوب خان کے مارشل لاء کے خلاف بانی پاکستان کی بہن محترمہ فاطمہ جناح کی حمایت کا اعلان کیا۔ آپ نے ایوب خان کے بنائے ہوئے عائلی قوانین کے

خلاف زبردست تحریک کا آغاز کیا۔ 1969 میں جامعہ رضویہ مظہر الاسلام (فیصل آباد) میں "قومی نصاب کانفرنس" کا انعقاد کیا۔ جس میں ملک بھر سے علماء کرام مشائخ عظام نے شرکت کی اور اہلسنت سواد اعظم کے نظریات کی حفاظت اور ترویج و اشاعت کے حوالے سے تفصیل مشاورت بھی کی۔ جس کا نتیجہ اگے جا کر تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کی شکل میں ظاہر ہوا جس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ کسی بھی قوم و ملت کے لیے تعلیمی نصاب اس کی فکری آبیاری کے لیے کس قدر ضروری ہے۔ اس اجلاس میں اہلسنت کی نظریاتی سرحدوں کے دفاع کے لیے ایک شوری کا قیام بھی عمل لایا گیا۔

1970 کے عام انتخابات میں آپ نے جمعیت علمائے پاکستان (JUP) مغربی پاکستان بطور صدر اپنی خدمات سرانجام دیں اور اپنی سیاسی بصیرت و دور اندیشی سے معاملات کو فہم و فراست سے حل کروانے میں اہم کردار ادا کیا لاہور موچی دروازہ پر ہونے والے تاریخی جلسہ سے جار یحانہ خطاب اج بھی تاریخ کا یادگار خطاب تصور کیا جاتا ہے

1971 میں آپ نے "بنگلہ دیش نامنظور تحریک" میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور دیگر قومی رہنماؤں کو مستقبل میں پیدا ہونے والے مضمرات سے آگاہ کیا آپ نے جمیت علماء پاکستان کے وفد کے ہمراہ شیخ مجیب الرحمٰن سے بھی ملاقات کی اور مسائل کو باہم بات چیت کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا۔ لیکن فریقین کی ہٹ درمی کی بنا پر اس کا نتیجہ بے سود رہا 1974 تحریک ختم نبوت میں آپ نے بطور سپاہی و قائد ہر دو حوالوں سے بھرپور شرکت کی۔ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ نے اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔ آپ اخیر عمر تک مرزائیوں، احمدیوں، لاہوریوں کی سرکوبی کے لیے کمر بستہ رہے۔ تحریک ختم نبوت کے حوالے سے ایک پورا باب تشنہ لب ہے جس کا تفصیلی ذکر کسی اور مقام پر کیا جائے گا۔

پاکستان کی بنیاد کلمہ طیبہ اور اس وقت کے مسلمانوں کا نعرہ لا الہ اللہ کے سوا کچھ نہ تھا مگر قیام پاکستان کے بعد اس ملک کی باگ ڈور سنبھالنے والوں نے اس کو اور ڈگر پر ڈال دیا لہذا 1977 میں حضور شمس المشائخ نے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور محدث اعظم پاکستان کے سپاہیوں کے ساتھ ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔ آپ نے ہر خاص و عام تک یہ پیغام پہنچایا ہے ملک اور ملکی سالمیت کی بقا نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی ہے۔ 1978 میں کل پاکستان سنی کانفرنس (ملتان) آخری نشت کی آپ نے صدارت فرمائی اور گاہے گاہے قوم کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع روشن کرنے کے لیے،

علماءحق کی خدمات کوخراج تحسین کے لیےقومی وبین الاقوامی سطح پرکبھی یوم محقق اعظم، کبھی یوم مجدد اعظم اور کبھی یارسول اللہ کانفرنس کا انعقاد کیا۔تاکہ زمانے کی غلام گردشوں، لادینی نظریات وافکار اور اغیار کے بڑھتے ہوئے وار کے سبب سادہ لوح عوام عقیدہ وایمان کی دولت سے محروم نہ ہوں۔آپ نے ہمیشہ جذبہ ایمانی، حق گوئی وبے باکی کوشعار رکھا۔مفاہمت وصلح کلی اور رقص ممبری کو دین وملت کے لیے زہر قاتل گردانا۔یہی وجہ ہے کہ نائن الیون کے روح فرسا واقع کے بعد جب مسلمانوں کو عالمی سطح پر مشکوک قرار دے دیا گیا۔انکو اپنی پہچان اور شناخت کو برقرار رکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا آپ نے اسلام آباد میں 5 ہزار علماء مشائخ کنونشن کا انعقاد کیا اور بتایا کہ حق کیا ہے۔طالبان اور دہشت گردی کا اسلام کی تعلیمات سے کوئی واسطہ وسروکار نہیں۔ایسے قبیح فعل کو انجام دینے والا ظالم اور ہرگز ہرگز مسلمان نہیں ہوسکتا الغرض وطن عزیز پاکستان میں کوئی ایسا تحریکی کام نہیں جس میں آپ نے ملت کی خدمت کا فریضہ سرانجام نہ دیا ہو۔

تصویری جھلکیاں
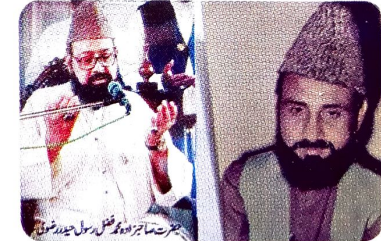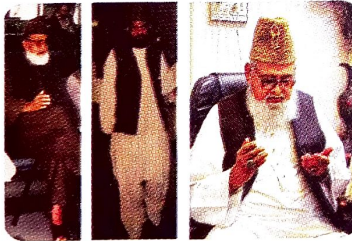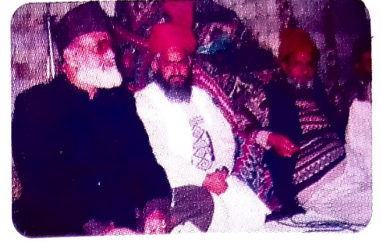
ازانتخاب: رضاالمصطفیٰ (سیکرٹری نشرواشاعت بذم محدث اعظم)

شہنشاہ بغداد سید عبدالقادر جیلانی

28 ربیع الثانی 24 نومبر 2022ء بروز جمعرات

گلستان محدث اعظم پاکستان

جھنگ بازار فیصل آباد

اللہ علی الظاہر

صاحبزادہ محمد علی حیدر قادری

آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان و مرکزی سنی رضوی جامع مسجد جھنگ بازار فیصل آباد

041-2642269 / 041-2639211